امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳؍ستمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-36

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، اداریہ، کتابوں کی دنیا
■ یادوں کے چراغ
■ وعدہ خلافی اور بدعہدی سے بچئے
■ اسلامی قانون کی خصوصیت اور......
■ عہد ماضی میں مسلمانوں کے......
■ جنون اور نفرت کی ریل میں دہشت کا سفر
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

وقف ترمیمی بل ۲۰۲۴ کو ہم یکسر مسترد کرتے ہیں

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام تحفظ اوقاف کانفرنس میں بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ و مغربی بنگال کے ہزاروں مسلمانوں کا حتمی فیصلہ------رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی

اس وقت پورے ملک میں وقف ترمیمی بل 2024 کے سلسلہ میں سخت اضطراب و بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے، اس ترمیمی بل کے ذریعہ مرکزی حکومت اوقاف کی جائیدادوں پر چور دروازے سے قبضہ کرنا چاہتی ہے تاکہ منمانہ طریقے سے اس کو استعمال میں لاسکیں، چنانچہ اس سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز وتحریک پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام، ملی تنظیموں کے مشترکہ تعاون سے بہار اڈیشہ جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے ارکان بورڈ، ارباب حل وعقد، ارکان شوری، علماء وائمہ، اسلامی اسکالر، ڈاکٹر، انجینئر اور قانون داں سمیت سماج کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے پندرہ ہزار سے زیادہ اصحاب فضل وکمال کا ایک عظیم الشان تاریخ ساز اجلاس 15 ستمبر کو شہر پٹنہ کے باپو سبھا گار ہال نزد گاندھی میدان میں زیر صدارت حضرت امیر شریعت، سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں مفکر ملت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور ملک کے ممتاز صاحب نسبت بزرگ حضرت مولانا فضل الرحیم مجددی صاحب نے شرکت کی، اس اجلاس میں وقف ترمیمی بل 2024 کے نقائص پر کھل کر بحث ہوئی اور سرکاری نقطۂ نظر کے مضر اثرات سے عوام کو باخبر کرایا گیا۔ اجتماع میں مغربی بنگال اور کرناٹک سمیت کئی ریاستوں کے وقف بورڈ کے چیرمین، ذمہ داران اور ممبران نے بھی شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور مختلف اصحاب کے اظہار خیال کے بعد اتفاق رائے سے شرکاء نے اس بل کو یکسر مسترد کرنے کی تجویز پاس کی۔

اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ وقف ترمیمی بل 2024 اوقاف کی جائیدادوں کو کنٹرول کرنے کے لیے نہیں، بلکہ واقف کی منشا کے خلاف اقدام کے لیے لایا جارہا ہے، اس بل میں 153 ترمیمات ہیں جو آئین اور دستور کی کئی دفعات سے متصادم ہیں، اگر خدانخواستہ یہ بل منظور ہوجاتا ہے تو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کے بعد وہ جلد ہی ختم ہوجائے گا۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ اس بل کے پس پردہ جو ذہنیت اور سوچ کام کرہی ہے اسے نہایت ہی گہرائی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اور ان غلط فہمیوں کا معقول جواب دینا ہے جو اس راہ سے پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ بسا اوقات ملک میں ایسے حالات پیدا کردیئے جاتے ہیں اور مخالف سمت سے آوازیں آنے لگتی ہیں کہ ہمارے اندر ایمان کی تازگی بڑھ جاتی ہے اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ ابھرنے لگتا ہے، شاید یہ موقع بھی اسی طرح کا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے تمام مسالک ومشارب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیا اور اتحاد واجتماعیت کے ساتھ آئینی طریقہ پر اس بل کو یکسر مسترد کرنے کی مشترکہ کوششیں چل رہی ہیں، اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے قانون سازی کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ بھی کیا اور کہا کہ جمہوریت کا یہ کھیل کرکٹ کا کھیل نہیں ہے کہ صرف دو کھلاڑی کھیلیں باقی سب بیٹھ کر تماشہ دیکھتے رہیں بلکہ یہ فٹ بال کے کھیل کی طرح ہے کہ اس میں سب کو کھیلنا پڑتا ہے، اس میں گول کھانا بھی پڑتا ہے اور گول کرنا بھی پڑتا ہے، اس لیے ہم سب کو جمہوریت کے اس کھیل کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت اس بل کو فوراً واپس لے ورنہ اس کو واپس کرانے کے لیے تمام دستوری وجمہوری طریقے اپنائے جائیں گے۔

اجلاس کے مہمان خصوصی اور بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد فضل الرحیم مجددی نے کہا کہ اس وقت ہمارا ملک تاریخ کے نہایت ہی نازک دور سے گذر رہا ہے، ماضی میں اس ملک کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے میں ہمارے بزرگوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں، اگر تحریک آزادی میں مسلمان شریک نہ ہوتے تو شاید ہمارا ملک بھی آزاد نہ ہوتا، اس جدوجہد آزادی میں انہوں نے جان ومال کی قربانی پیش کی، یقین مایئے کہ ہم سب لوگ بھی دین وشریعت کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔ اس لیے کہ مسلمان بھوکا رہ سکتا ہے لیکن دین وشریعت پہ آنچ آنے کو برداشت نہیں کرسکتا۔ مرکز کی بی جے پی حکومت مسلمانوں کے ملی شعائر اور دینی تشخص کو ختم کرنے کی ناروا کوشش کررہی ہے، جنہیں ہمیں جمہوری اور آئینی طریقہ پر حل کرنا ہے، ہم اپنی دینی وملی تشخصات سے دستبرداری ہونے پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتے، اس وقت مرکزی حکومت اوقاف کی جائیداد کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے وقف ایکٹ 2013 میں ترمیمات کرکے واقف کی منشا کے خلاف اس پر قبضہ وتسلط حاصل کرنا چاہتی ہے، ہم لوگوں نے آپ لوگوں کے تعاون سے جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی (JPO) کے چیرمین کو احتجاجی ای میل بھیجے ہیں، انشاء اللہ اس تاریخی اقدام کے مثبت اثرات ظاہر ہوں گے اور آگے بھی جمہوری طریقہ سے ہم کام کرتے رہیں گے، ہم کو وطن سے محبت ہے، ہم گنگا جمنی تہذیب کو بکھرنے نہیں دیں گے۔

امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمایا کہ وقف ترمیمی بل کے ذریعہ حکومت ہمارے بزرگوں اور صاحب خیر کی موقوفہ جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا ہے کہ انہوں نے غلط جگہ پر ہاتھ رکھ دیا ہے، یہ ملت ایک زندہ ملت ہے، سب کچھ برداشت کرسکتی ہے، مگر مساجد، قبرستان، درگاہیں، مدارس اور خانقاہوں سے دستبردار نہیں ہوسکتی، یہ حیرت کی بات ہے کہ زمین ہماری ہے اور قانون آپ بنائیں گے، یہ کون سا انصاف ہے، ملت بیدار ہے اور متحد ہوکر مقابلہ کے لیے تیار ہے۔ مسلمانوں کے اتحاد واجتماعیت سے مرکزی حکومت کے ناپاک عزائم پر پانی پھیرا جاسکتا ہے، بس ضرورت ہے بیدار اور ہوشیار رہنے کی، اگر UCC اور NRC کے طرز پر تحریک چلانے کی ضرورت پیش آئی تو ہم سب لوگوں کو اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

امارت شرعیہ کے فعال قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے استقبالیہ کلمات میں ملک کی مختلف ریاستوں سے تشریف لانے والے مندوبین کرام کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس وقت حکمراں طبقہ نفرت وعداوت کے بیج بونے اور ملک کے ماحول کو بگاڑنے کی کوشش کررہا ہے، یہ اوقاف شعائر اسلام میں سے ہیں جن کو واقف نے نفع رسانی کے لیے وقف کیا ہے، اور جب کوئی وقف کرتا ہے تو وقف اللہ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے، ضرورت اس بات کی تھی کہ حکومت ایماندارانہ طریقہ سے اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرتی مگر ترمیمات کے ذریعہ اس کو ہڑپنے کی جدوجہد کررہی ہے، اس طرح کی حرکتیں سطحی سوچ کے لوگ کررہے ہیں، ماضی میں بھی ملت پر جب کبھی مشکل حالات پیش آئے امارت شرعیہ نے حوصلہ مندانہ قیادت کی جس کی ایک طویل تاریخ ہے۔ اس بل کے تعلق سے بھی ہم لوگوں نے ملی جماعتوں کے مشترکہ تعاون سے مرکزی وریاستی سطح کے اعلیٰ عہدیداران سے ملاقاتیں کیں اور حضرت امیر شریعت کا مرتب کردہ میمورنڈم پیش کیا، جس میں بل کے نقائص اور نقصانات کی نشاندہی کے ساتھ اس کو یکسر مسترد کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ قائم مقام ناظم صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات کا تفصیلی ذکر کیا اور بتایا کہ جب بھی ملت پر وقت پڑا ہے امارت شرعیہ کے اکابر اور خدام میدان میں آئے ہیں اور مسلسل جدوجہد کی تاریخ رقم کی ہے۔ وقف کے سلسلے میں بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

رکن بورڈ وقاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نے وقف قانون کی تاریخی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہندوستان کی آزادی کے بعد اوقاف کی جائیداد کی حفاظت کے لیے 1954 میں وقف ایکٹ منظور ہوا، جس میں کچھ خامیاں رہ گئی تھی جن کے سلسلہ میں ہمارے بزرگوں نے اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور بالآخر 2013 میں وقف ایکٹ منظور ہوا جو کسی حد تک واقف کی منشا کے مطابق ہے، مگر حکومت اس میں ترمیم کرنا چاہتی ہے اس لیے ہم حکومت ہند کو صاف بتادینا چاہتے ہیں کہ ہمیں آپ کا وقف ترمیمی بل 2024 کسی بھی قیمت پر منظور نہیں ہے۔

مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ اسلام میں وقف کی بڑی حیثیت ہے، عہد نبوت سے آج تک اصحاب ثروت عوامی فلاح وبہبود کے لیے اپنی اراضی وقف کرتے آرہے ہیں، جس کا ایک پورا شرعی نظام ہے اور مرکزی حکومت کی بدنیتی سامنے آنے لگی ہے اور اب وہ اس میں ترمیم کرکے منشا وقف کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے جسے کسی بھی طرح قبول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۲؍پر)

اچھی باتیں

"سب سے خراب وقت کو جھیل جانے والا انسان مستقبل کی اچھی تعمیر پر قادر ہوجاتا ہے ☆ زندگی میں سب سے مشکل کام انسان کی پہچان ہے ☆ یقین کیجئے جو آپ کو بھول چکے ہیں، وہ بھی مطلب کے دن آنے پر یاد کریں گے ☆ ہم سنتے تو ہیں لیکن صرف دوسروں کو سنانے کے لیے، ورنہ زخم تو اتنے ہیں کہ ٹھیک سے رویا بھی نہیں جاتا ☆ زندگی کا سفر بھی بڑا عجیب ہے، خالی ہاتھ آئے تھے، زندگی میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے رہے اور آخر میں سب کچھ چھوڑ کر چلا جانا ہوتا ہے ☆ دھوپ میں "باپ" اور چولھے پر "ماں" جلتی ہے، تب کہیں جاکر اولاد پلتی ہے ☆ کسی کے ساتھ غلط کرکے اپنی باری کا انتظار ضرور کرنا کیوں کہ وقت کے پاس مکافات عمل کا فارمولہ ہوتا ہے۔" (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

"پارلیمانی جمہوریت میں ایوان کے صدر نشیں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ریفری کا رول ادا کرے، اسے فریق نہیں بننا چاہیے، چیرمین کا عہدہ پارٹی وابستگی سے اوپر ہے، لیکن لوک سبھا کے موجودہ اسپیکر اوم برلا اب بھی پارٹی پالیسیوں سے بندھے ہوئے ہیں، ان پر الزام ہے کہ وہ خود کو صرف برسر اقتدار محاذ کا اسپیکر سمجھتے ہیں، وہ اپوزیشن ممبران کے ساتھ جو سلوک کرتے ہیں، وہ بعض اوقات قابل اعتراض ہوجاتا ہے، یہی حال راجیہ سبھا کا ہے، چیرمین جگدیپ دھنکھڑ کا ہے وہ تو اوم برلا سے بھی چار قدم آگے ہیں، نائب صدر بنائے جانے سے قبل وہ مغربی بنگال کے گورنر تھے، گورنر کا عہدہ آئینی ہوتا ہے اور گورنر اگرچہ مرکز کا نمائندہ ہوتا ہے لیکن اسے بھی پارٹی وابستگی سے اوپر اٹھ کر اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا ہوتا ہے، لیکن جب تک وہ گورنر رہے، روزانہ وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی سے ان کی چشمک چلتی رہی" (انقلاب، سہیل انجم، ۱۴؍اگست ۲۰۲۴ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حکمت ودانائی کی باتیں

’’اور ہم نے لقمان کو حکمت ودانشمندی عطا کی تھی کہ وہ اللہ کا شکرادا کرتے رہیں اور جو شخص اللہ کا شکرادا کرتا ہے، وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہت تعریف کے لائق ہیں‘‘ (سورہ لقمان، آیت:۱۲)

مطلب: حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے فطری حکمت ودانشمندی سے نوازا تھا، اس لئے ان کی حکیمانہ باتیں لوگوں میں مشہور تھیں، ان کے کلمات حکمت ودانائی کو سننے کے لئے لوگ دور دور سے جمع ہوتے تھے، علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ چند کام ایسے ہیں، جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہونچایا، اگر تم بھی اختیار کرلو تو تمہیں بھی یہ مقام حاصل ہوجائے گا، اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو اپنی نگاہ کو پست رکھنا اور زبان کو بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد کو پورا کرنا، مہمان کا اکرام کرنا، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور خصوصیات سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا، اگر تم نے ان باتوں پر عمل کیا تو تم بھی صاحب حکمت بن جاؤگے، حکمت کیا ہے؟ حکمت اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ایسی روشنی، بصیرت یا کیفیت ہے، جس سے حسن وقبح اور خیروشر دونوں ہی پہلو اجاگر ہوجاتے ہیں، جس کا اظہار آدمی کے اقوال واعمال اور افعال سے ہونے لگتا ہے، اس کی پوری زندگی حکمت وبصیرت سے لبریز ہوجاتی ہے، اس لئے اللہ نے فرمایا کہ جس کسی کو حکمت عطا ہوئی اسے خیر کثیر ہاتھ آگیا اور یہ نعمت جس کو مل گئی اس کی دنیا وآخرت سنور گئی، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اللہ کے رسولؐ نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور یہ دعا پڑھی ’’اللّٰھم علمہ الحکمۃ‘‘ اے اللہ! انہیں حکمت ودانائی عطا فرما، اس دعاء کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سینہ کو حکمت ودانشمندی سے منور فرمادیا، آیت مذکور میں حکمت سے مراد دین کی سمجھداری ہے کہ ہردم اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسی کے ذکروفکر میں لگے رہنا اور ہر حال میں اپنے رب کا شکرگذار بندہ بنے رہنا ہے، جب بندہ اپنے خالق ومالک کا شکرگذار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید دنیوی اوراخروی نعمتوں سے نوازتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی ہے، جس سے وہ محروم کردیا جاتا ہے، غور کیجئے کہ اللہ نے اپنے جن مقرب بندوں کو اس نعمت سے سرفراز کیا وہ درجات علیا پر فائز ہوئے اور آج کے شہ پارے دل ودماغ کو صحت پرور اور تسکین دینے والی غذا فراہم کرتی ہیں اور اس سے انسانوں کے اخلاق وکردار کو پروان چڑھانے میں مدد ملتی ہے، اگر ہم بھی محرمات سے باز آجائیں تو اللہ ہمیں ان نعمتوں سے بہرور فرمائے گا اور مقرب بندوں میں شمار فرمائے گا۔

حج کے فوائد ومنافع

’’حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ کرتے رہا کرو، کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جیسے لوہار یا سونار کی بھٹی لوہے اور سونے کی میل کچیل کو دور کردیتی ہے اور حج مبرور کی جزا تو سوائے جنت کے اور کچھ ہے ہی نہیں‘‘ (ترمذی شریف)

وضاحت: ہر مسلمان کو اللہ کی ذات وصفات اور اس کے کمالات سے سچی محبت ہوتی ہے اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ اس کے احکام کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے، عشق الٰہی کے اس جذبہ کی تسکین کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اپنی جبیں نیاز کو اس کے سامنے رکھتا ہے اور اپنی عبدیت وبندگی کا اظہار کرتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ محبت الٰہی کی کشش میں وہ اپنے سارے مشاغل کو چھوڑ کر محبوب کے گھر کی دیدار کے لئے کعبۃ اللہ کا سفر کرتا ہے، وہاں روتا گڑگڑاتا اور معافی کا طلب گار ہوتا ہے، پھر اللہ کی طرف سے رحمت کا ایک جھونکا چلتا ہے جس سے اس کے دل کے داغ دھبے مٹنے لگتے ہیں، طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ ایک نیکی میں داخل ہوا اور بخشا بخشایا برائی سے نکل آیا، کیونکہ ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر والوں پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، ان میں سے ۶۰ رطواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس کعبۃ اللہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے والوں کے لئے، کیونکہ کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے اسے دیکھنا بھی ثواب ہے، یہی ہے مقام عبدیت اور قرب الٰہی کا نقطہ کمال جس کے ذریعہ حجاج کرام کی مغفرت ہوتی ہے اور ان کی باطنی گندگیاں دور ہوتی ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں، یہ اگر دعاء کرتے ہیں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت فرمادیتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے، اس لئے جب حج فرض ہوجائے تو جلد سے جلد ادا کرلینا چاہئے، یہ بڑی غلطی ہے کہ آدمی دنیا کے تمام بکھروں سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہے، کبھی بچے بچیوں کی شادی کا بہانہ اور کبھی زمین ومکان کی تعمیر کا حیلہ تلاش کرکے اس فریضہ کو ٹالتا رہے، کس کو معلوم کہ کل کیا حالات پیدا ہوں گے، صحت وتوانائی باقی رہے گی یا جسمانی عوارض میں مبتلا ہوجائے گا، بہت سے لوگ بُڑھانے کا انتظار کرتے ہیں، یہ تصور وخیال بھی صحیح نہیں ہے، زندگی رہے گی یا نہیں؟ اس لئے حج فرض ہوتے ہی ادا کرلینا مومنانہ شان کی علامت ہے، جوانی میں ارکان حج پورے آداب وسنن کے ساتھ انجام پاتے ہیں، بڑھاپے میں قوی کمزور پڑجاتے ہیں، جس سے ارکان کی ادائیگی میں دشواری لاحق ہوتی ہے، اس لئے وقت پر ادا کرلینا چاہئے، کچھ لوگ افلاس وتنگ دستی کے خوف سے حج جیسے مبارک سفر سے محروم رہ جاتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جو مال دار اور صاحب ثروت، حج وزیارت بیت اللہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی بخشتے ہیں، جس کا عملی مشاہدہ حج کرنے والوں کو ہے کہ اللہ نے حج کی برکت سے انہیں ترقیات سے نوازا، اگر آپ بھی اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو حج کرکے دیکھ سکتے ہیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قریب الموت شخص کو کس رخ پر لٹایا جائے

س: ایک شخص جو بستر مرگ پر ہے اس کو کس رخ پر لٹایا جائے، پورب پچھّم یا اتر دکھن؟

ج: موت کے وقت انسان کا رخ قبلہ کی جانب ہونا مسنون ہے، جیسا کہ حضرت براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال سے قبل یہ وصیت کی کہ میری موت کے وقت مجھ کو قبلہ رخ کردینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے ان کی تحسین کی اور فرمایا ’’اصاب الفطرۃ‘‘ اس نے فطرت سلیمہ کو پایا: ’’عن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ سأل عن البراء بن معرور فقالوا توفی وأوصیٰ أن یوجہ الی القبلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصاب الفطرۃ ثم ذھب فصلی علیہ وقال حدیث صحیح‘‘ (نصب الرایۃ، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الجنائز)

اب قبلہ رو ہونے کی دو صورتیں ہیں یا تو سراتر کی جانب اور پیر دکھن کی جانب کرکے دائیں کروٹ پر لٹایا جائے یا سر پورب اور پیر پچھّم کی طرف کرکے سیدھا لٹایا جائے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر قدرے اونچا کردیا جائے، تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو، دونوں صورتیں صحیح ہیں اور موقع محل کے اعتبار سے جو صورت آسان ہو قابل عمل ہے: ’’والاصح أنہ یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والأماکن‘‘ (البحر الرائق: ۱۸۴/۲)

لیکن دوسری صورت (سر پورب اور پیر پچھّم کی جانب کرکے سیدھا لٹانا) زیادہ بہتر ہے، کیونکہ یہ صورت میت کی روح نکلنے میں آسانی کا باعث ہے اور یہی اسلاف کا طریقہ بھی رہا ہے: ’’(قولہ وجاز الاستلقاء) اختارہ مشائخنا بما وراء النھر لانہ أیسر لخروج الروح‘‘ (رد المحتار: ۷۸/۳) البتہ روح نکل جانے کے بعد رخ بدل دیا جائے پیر پچھّم کی جانب کرنے کے بجائے دکھن کی جانب اور سراتر کی جانب کردیا جائے (فتاویٰ محمودیہ: ۴۸۲/۸)

غسل کے وقت میت کا رخ

س: میت کو غسل کرانے کیلئے کس رخ میں لٹایا جائے؟

ج: غسل کراتے وقت میت کو اتر دکھن، پورب پچھّم جس طرف سہولت ہو لٹا سکتے ہیں، شرعاً جائز ودرست ہے: ’’ویوضع المیت کیف مااتفق علی الأصح قال شمس الائمۃ السرخسی وقیل عرضا وقیل الی القبلۃ فتکون رجلاہ الیھا کالمریض اذا اراد الصلوٰۃ ایماء‘‘ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۰)

روح نکلنے یا غسل کرانے کے بعد کس رخ میں لٹایا جائے

س: روح نکل جانے یا غسل کرادینے کے بعد میت کو پورب پچھّم لٹایا جائے یا اتر دکھن، بعض جگہوں پر پورب کی جانب پیر کرکے لٹانے کا رواج ہے۔

ج: روح نکل جانے یا غسل کرانے کے بعد افضل طریقہ کے مطابق میت کو اتر سر اور دکھن پیر کرکے ہی لٹایا جائے، پورب اور پچھّم لٹانے سے پرہیز کیا جائے، الا یہ کہ جگہ وغیرہ کی کوئی دقت اور دشواری ہو (مستفاد فتاویٰ محمودیہ: ۴۸۲/۸)

میت کو قبر میں کس طرح لٹایا جائے

س: بعض جگہوں پر میت کو قبر میں چت لٹا کر چہرہ کو قبلہ کی طرف کردیا جاتا ہے، صحیح اور بہتر طریقہ کیا ہے؟

ج: میت کو قبر میں چت لٹا کر چہرہ کو قبلہ رخ کردینا بھی صحیح اور درست ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ پورے طور پر دائیں کروٹ (قبر کی دیوار کے سہارے) لٹا کر چہرہ اور سینہ دونوں کا رخ قبلہ کی جانب کیا جائے: ’’ویوضع فی القبر علی جنبہ الأیمن مستقبل القبلۃ کذا فی الخلاصۃ‘‘ (الفتاویٰ الھندیۃ: ۱۶۶/۱)

کیا میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری ہے

س: بعض حضرات میت کو غسل دینے کے بعد لازماً غسل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل کرنا واجب ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب نہیں ہے کرلے تو بہتر ہے: ’’عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علیکم فی غسل میتکم غسل اذا غسلتموہ فان میتکم لیس بنجس فحسبکم أن تغسلوا ایدکم‘‘ (المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز: ۳۸۶/۱)

شوہر اور بیوی کا وفات کے بعد ایک دوسرے کو دیکھنا

س: بیوی اپنے مرحوم شوہر کے چہرہ کو اسی طرح شوہر اپنی مرحومہ بیوی کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ دونوں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: بیوی کے انتقال کے بعد رشتہ نکاح چونکہ مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کیلئے اجنبی ہوجاتے ہیں، اس لئے شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، اس کی لاش کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، البتہ چہرہ دیکھ سکتا ہے اور جنازہ کی تابوت کو کندھا دے سکتا ہے، لیکن شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کا رشتہ نکاح عدت تک مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا من وجہ اس کی بیوی ہوتی ہے، اس لئے وہ اپنے مرحوم شوہر کے چہرہ کو دیکھ سکتی ہے اور غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو تو غسل بھی دے سکتی ہے: ’’ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لامن النظر الیھا علی الاصح... وھی لاتمنع من ذالک‘‘ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۹۰/۳، باب صلوٰۃ الجنازۃ)

جلی بھنی ہوئی لاش کا غسل

س: ایک گھر میں آگ لگ گئی جس میں کچھ لوگ جل کر مر گئے، لاش کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کو ہاتھ لگانا مشکل ہے، ایسی صورت میں کیا اس کو غسل دلایا جائے گا؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ لاش کو ہاتھ لگانا اور باضابطہ غسل دینا مشکل اور دشوار ہو تو اس پر پانی بہادینا کافی ہے، باضابطہ غسل دینا ضروری نہیں ہے: ’’ولو کان المیت متفسخا یتعذر مسحہ کفی صب الماء علیہ‘‘ (الفتاوی الھندیہ: ۱۵۱/۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳؍ستمبر ۲۰۲۴ء روزسوموار

مدارس اسلامیہ کودرپیش مسائل اوران کاحل

مدارس اسلامیہ کوعصر حاضر میں جن مسائل وخطرات کا سامنا ہے، وہ داخلی بھی ہیں اور خارجی بھی، چنانچہ پہلے میں داخلی مسائل وخطرات کا ذکر کروں گا، پھر خارجی مسائل وخطرات پر روشنی ڈالوں گا، اس لئے کہ سڑک پر کنکر، پتھر بچھا ہوا ہوتو اچھے جوتے پہن کر اس پر چلنا اور آگے بڑھتے رہنا ممکن ہے، لیکن جب یہ کنکر موزے کے اندر گھس جائیں تو پاؤں بھی لہولہان ہوتا اور چلنے کا عمل دشوار ہی نہیں کبھی کبھی تو ناممکن ہوجاتا ہے۔

داخلی طور پر ایک بڑا خطرہ اُن مدارس کو لاحق ہے جو شخصی ہیں، اور شخص واحد کے چشم وابرو کے سہارے چلتے ہیں، ان کا وجود عوام کے چندے پر منحصر ہے، لیکن ان کی زمین منقولہ، غیرمنقولہ جائیداد شخص واحد یا خاندان کے نام ہوتا ہے، اندیشہ ہے کہ اس شخص واحد کی موت کے بعد ان کے وارثان کی کوئی دلچسپی اس کام سے نہ ہو، اگر خاندان میں مدارس کے تعلیمی وتربیتی نظام سے دلچسپی رکھنے والا کوئی نہیں رہا تو یہ مدارس بند ہوسکتے ہیں اور ان کی آراضی اور جائیداد ترکہ میں تقسیم ہوکر ختم ہوجائے گی، اس لئے شخصی مدرسوں کی بھی ایک ایسی کمیٹی اور ایک ایسا قانونی وکاغذی دستاویز ہونا چاہئے جس کی مدد سے اس شخص کی وفات کے بعد بھی اس کام کو جاری رکھا جاسکے، کیوں کہ اس مدرسہ کی جو بھی منقولہ اور غیرمنقولہ جائیداد ہے، وہ عوام کی رقم سے ہی حاصل کی گئی ہے یا کسی نے ادارہ کے لئے وقف کیا ہے، اس لئے شخصی مدرسوں میں بھی کاغذات مدارس کے نام ہونے چاہئے اور نجی پروپرٹی کے طور پر استعمال کا رجحان ختم ہونا چاہئے۔

مدارس میں کمیٹی کے جھگڑے عام ہیں، یہ بھی مدارس کو کھوکھلا کر رہے ہیں، ملحقہ مدارس میں چوں کہ سرکار سے مراعات ملتی ہیں، اس لئے بیش تر مدارس نئی پرانی کمیٹی کے نام پر جھگڑوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں، یا بنا دئے گئے ہیں، یہ جھگڑے عدالت میں جاتے ہیں اور کبھی کبھی تالابندی کی نوبت بھی آجاتی ہے، اس لئے کمیٹی بناتے وقت ارکان کے انتخاب میں حق وفاداری کے ساتھ صلاحیت اور صالحیت بھی دیکھنی چاہئے، نااہل ارکان سے ادارہ کے وجود کو بھی خطرہ لاحق ہوتا ہے نیز تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا کام تمام ہوجاتا ہے، جو اصلاً مدارس کے قیام کا مقصد ہے، کمیٹی اور اساتذہ کے جھگڑوں کا اثر طلبہ کی نفسیات اور ذہنی ساخت پر بھی پڑتا ہے بسا اوقات ذمہ داران طلبہ کو بھی استعمال کر لیتے ہیں، جس کا بڑا نقصان ادارے کو ہوتا ہے اور لڑکوں کی تعلیم وتربیت پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔

مدارس کی تعلیم کا اپنا ایک موڈ ہے، اس کا اپنا ایک طریقۂ کار ہے، جو عرصہ سے رائج ہے، جسے ہم فقہ کی اصطلاح میں ''تلقی بالقبول'' کہہ سکتے ہیں، دیکھا یہ جارہا ہے کہ بہت سارے احباب، مدارس کے اس موڈ اور طریقۂ کار کو ختم کرنے کے درپے ہیں، یہ دور اختصاص کا ہے، اسپسلائزیشن کا ہے، اس لئے مدرسہ میں جدید تدریسی آلات، بعض زبانیں، کمپوٹر وغیرہ سکھانے کی بات تو ٹھیک ہے، لیکن اس قدر اس کے نصاب میں تبدیلی کرنا کہ مدرسہ ''مدرسہ باقی نہ رہے'' واقف کی منشا اور حضرت نانوتویؒ کے اصول ہشت گانہ کے خلاف ہوگا، اس لئے نصاب میں عصری علوم کی کثرت سے شمولیت اور اس حد تک کہ مولوی آرٹس، مولوی کامرس، مولوی سائنس ہوجائے، مدرسہ کے وجود کو خطرہ میں ڈالنے والی بات ہے، یہ ٹھیک ہے کہ علم ایک اکائی ہے اور اس کی تقسیم علم نافع اور غیر نافع کے طور پر حدیث میں کی گئی ہے اور قرآن کریم میں ''اقراء باسم ربک'' کہا گیا، تعلیم سے رب کا نام غائب نہ ہوجائے، اس پر زور دیا گیا، لیکن انتظامی طور پر شریعت میں تخصص کے لئے ان مدارس کا وجود آج کی بڑی ضرورت ہے، اگر ہم نے مدارس کو عصری علوم کی درسگاہ میں تبدیلی کردیا، تو اس کا وجود خطرہ میں پڑ جائے گا اور فقہ وحدیث کے اچھے اساتذہ اور تربیت یافتہ لوگ مدارس کو نہیں مل سکیں گے؛ بلکہ مسجد کے منبر ومحراب کے بھی سونے ہونے کا بڑا امکان ہے۔

ایک اور مسئلہ تربیت کا ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کارِنبوت میں تلاوت کے معاً بعد تزکیہ کا ذکر کیا ہے، یہ تزکیہ مدارس میں اس قدر ہونا چاہئے کہ مدرسہ خانقاہ کا منظر پیش کرنے لگے، ہمارے مدارس میں تربیت وتزکیہ کا معیار کمزور پڑا ہے اور اس کمزوری کے نتیجہ میں تزکیہ وتربیت کا جو اختصاص مدارس کو حاصل تھا، وہ ختم ہوتا جارہا ہے، یہ کمزوری اس قدر آگئی ہے کہ آٹھ نو سال جن لڑکوں کی تربیت ہم اسلامی تہذیب وثقافت کے اختیار کرنے اور فرائض کی پابندی کے لئے کرتے ہیں، وہ جب ہمارے یہاں سے نکل کر کالج اور یونیورسٹیوں کا رخ کرتے ہیں تو ان کی وضع قطع چند مہینوں میں بدل جاتی ہے اور دیکھنے سے لگتا ہی نہیں کہ انہوں نے کبھی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے، اسلامی اقدار سے بھی وہ کافی دور ہوجاتے ہیں اور ہمارے کام کے نہیں رہتے، ان کی دلچسپی کا محور ومرکز معاش ہوجاتا ہے، چاہے وہ جس قیمت پر ملے۔

حالیہ چند دنوں میں مدرسہ کی طرف طلبہ کا رجوع کم ہوا ہے، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مدارس کے اساتذہ کی تنخواہیں یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں سے بھی کم ہیں، توکل، قناعت کے ساتھ اساتذہ زندگی گذار لیتے ہیں، لیکن ان کے بچے ترقی کی اس چکاچوند سے بچ نہیں پاتے اور وہ اسکول کالج کا رخ کرتے ہیں، لاک ڈاؤن کے بعد بہت سارے اساتذہ نے حصول معاش کی دوسری شکلیں نکال لیں اور اب وہ ادھر ہی کام کر رہے ہیں، اس لئے مدارس کے اساتذہ وکارکنان کی تنخواہ کو پُرکشش بنانے کی ضرورت ہے، تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ کام کرتے رہیں، دیکھا یہ جارہا ہے کہ تعمیرات پر اچھی خاصی رقم صرف کی جارہی ہے اور اساتذہ کو مدارس میں کئی کئی ماہ تک تنخواہ نہیں ملتی، لاک ڈاون میں مدارس کے اساتذہ جس کس مپرسی کے دور سے گذرے وہ تاریخ کا سیاہ باب ہے، بعضوں نے خودکشی بھی کرلی، جب ہم کسی کا وقت محبوس کرتے ہیں تو اس کی کفالت بھی ہماری ذمہ داری بنتی ہے، سوال یہ بھی ہے کہ تعمیرات پر خرچ کرنے کے لئے رقم ہے اور اساتذہ وکارکنان کو تنخواہ دینے کے لئے ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔

مدارس کے طلبہ کی جو خوراک ہے، وہ بھی طلبہ کو مدارس سے دور کر رہی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ خورد ونوش کا معقول انتظام دارالاقامہ کے طلبہ کے لئے کیا جائے، بچوں کی یہ عمر ان کی جسمانی وذہنی نشو ونما کی ہوتی ہے، اس وقت ان کا دال روٹی یا دال بھات پر گذارا کرنا اور طبی اعتبار سے متوازن غذا کا نہ ملنا، انہیں ذہنی وجسمانی طور پر کمزور کردیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال کا میل زکوۃ تو مدارس کو دیتے ہیں، لیکن اپنے بچے نہیں دیتے، اگر ہم خورد ونوش اور رہائش کے نظام کو درست کرلیں تو امراء کو بھی مدارس میں بچوں کے دینے میں تردد نہیں ہوگا، ایسے میں مدارس کے ذمہ داران ماضی کی مثال دیتے ہیں اور قلت وسائل کا رونا شروع کردیتے ہیں، حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ اللہ رب العزت کسی سے نہیں پوچھے گا کہ تم نے مدرسہ میں پانچ سو بچے کیوں نہیں رکھے وہ یہ بھی نہیں پوچھے گا کہ دورۂ حدیث تک تعلیم کا نظم تمہارے یہاں کیوں نہیں تھا، البتہ اللہ رب العزت یہ ضرور پوچھے گا کہ جتنے بچوں کو رکھا انہیں کام کا کیوں نہیں بنایا۔

مدارس سے بچوں کے دور رہنے کی ایک وجہ جسمانی تعذیب بھی ہے، کبھی یہ بات ٹھیک تھی کہ گارجین استاذ سے کہتا تھا کہ ہڈی ہماری اور گوشت آپ کا، لیکن آج کے دور میں تدریس میں ضرب شدید تو دُور ضرب خفیف کی بھی گنجائش نہیں ہے، اور یہ قابل تعزیر جرم ہے، ہمارے استاذ مولانا وحید الزماں کیرانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی طالب علم کو ایک طمانچہ لگا دیا تو کم از کم اس دن کے لئے وہ طالب علم ذہنی طور پر ناکارہ ہوجاتا ہے، اس لئے پیار ومحبت کے ساتھ پڑھانا چاہئے، اس سے طلبہ کی دلچسپی بڑھے گی اور وہ پورے نشاط کے ساتھ درس ومطالعہ کے عمل کو جاری رکھ سکیں گے۔

مدارس کے تدریسی نظام میں بھی بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے، جدید طریقہ تدریس ''جس کو لرننگ میتھڈ'' کہتے ہیں کو اپنانا چاہئے لیسن پلان اور تدریس کی تیاری رات سے ہی کرنی چاہئے، ہمارے اکابر بغیر مطالعہ کے پڑھانے کو درست نہیں سمجھتے تھے، بغیر منصوبہ بندی کے درس غیر مفید ہوتا ہے، طلبہ ہمارے اول جلول سوالات سے پریشان ہوجاتے ہیں، کیوں کہ ہم نے درس کی پلاننگ اور منصوبہ بندی نہیں کی ہوتی ہے۔

اسی طرح ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ پریکٹیکل صرف سائنس کی تدریس میں ہے، ہمارے یہاں پریکٹیکل کے ذریعہ درس کو آسان بنایا جاسکتا ہے، ہم وضو اور نماز کی عملی مشق تو طلبہ کو کراتے ہیں، لیکن اوقات صلوۃ کے لئے جو علامات مقرر ہیں، ہم نے کبھی اس کا مشاہدہ طلبہ کو نہیں کرایا، صبح صادق، صبح کاذب، فئی اصلی، زوال، مثل اول، مثل ثانی، شفق ابیض، شفق احمر اور بیع وشراء کے مسائل کا مشاہدہ اور عملی مشق تو ہم بغیر کسی صرفہ کے کراسکتے ہیں، لیکن اس طرف ہماری توجہ جاتی ہی نہیں ہے، ایسا کرنے سے طلبہ کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور ہم اوقات صلوٰۃ اور دوسرے مسائل کو آسانی سے سمجھا پائیں گے۔

اب ہم خارجی خطرات کا رخ کرتے ہیں، خارجی خطرات میں سب سے بڑا خطرہ سرکاری دخل اندازی کا ہے، آسام میں مدارس اسکول میں بدل دیئے گئے، بنگال کا مشہور مدرسہ عالیہ اب عالیہ یونیورسٹی ہوگیا ہے، یوپی میں سات ہزار پانچ سو مدارس غیر قانونی قرار پاچکے ہیں، خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے، بہار میں یہ مصیبت کب آجائے کہنا بہت مشکل ہے، یہ مصیبت سروے کے نام پر آتی ہے اور سروے میں جو سوالات پوچھے جاتے ہیں، اس کا اصل مقصد فنڈنگ کا پتہ چلانا ہوتا ہے، حکومت نے مدارس کے سروے کے لئے جو سوالات تیار کیے ہیں، ان میں سوالوں کی تعداد بارہ (۲۱) ہے، مدرسہ کا نام، مدرسہ چلانے والے ادارہ کا نام، مدرسہ کے قیام کا سال، مدرسہ کرایہ کی عمارت میں ہے یا اس کا اپنا مکان ہے، پینے کے پانی کی سہولت، بیت الخلاء کا نظم، بجلی کی سہولت ہے یا نہیں، مدرسہ میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد، اساتذہ کی تعداد، مدارس کا ذریعۂ آمدنی کیا ہے اور وہ مدارس کس تنظیم کے تحت چل رہے ہیں، اس لئے اس خارجی حملہ سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ حساب جدید طریقۂ محاسبی کے اعتبار سے لکھے جائیں، اور اس طرح لکھے جائیں کہ سرکاری افسران بھی اس کو سچ سمجھ لیں، ابھی جو ہمارے مدارس میں حساب کے اندراج کا طریقہ ہے، وہ جس قدر بھی صاف وشفاف ہو، سرکاری ضوابط کے مطابق نہیں ہے، اس لئے ہمیں اس پر خاص توجہ دینی چاہئے، ٹرسٹ یا سوسائٹی کے ذیل میں اسے رجسٹرڈ بھی کرالیا جائے، تاکہ اس کی قانونی حیثیت بھی مضبوط رہے، یہ سروے بہبودیٔ اطفال کے نام پر کئے جارہے ہیں، اور اس کام کے جو سرکاری پیمانے ہیں، اس پر جانچ ہوگی، ہمیں اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے، بہبودیٔ اطفال کے لئے خورد ونوش، غذائیت اور رہائش کے کچھ پیمانے مقرر ہیں، ان کو معلوم کرکے مدرسہ کے مطبخ اور رہائش کو اس کے مطابق کرلینا چاہئے۔

مسائل وخطرات اور بھی ہیں، سب کا ذکر ممکن نہیں، البتہ ایک بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں، طوفان جب آتا ہے تو کمزور پیڑ پودے اکھڑ جاتے ہیں اور خس وخاشاک کی طرح اڑ جاتے ہیں، لیکن مضبوط اور تناور درخت پر اس کے اثرات کم پڑتے ہیں، مدارس کو جو خطرات درپیش ہیں، اس کا انفرادی طور پر مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے، ہوسکتا ہے بعض بڑے اور مضبوط مدارس اپنے وسائل، پہونچ اور ذرائع کے سہارے اپنے ادارہ کی حد تک خارجی خطرات کو روک لیں، لیکن پورے ہندوستان میں پھیلے چھوٹے چھوٹے مدارس اپنے طور پر اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے، اس لئے امارت شرعیہ نے وفاق المدارس کے نام سے مدارس کا ایک جماعتی نظام قائم کیا، اس کے دستور کے اعتبار سے ہماری دخل اندازی انتظامی امور میں نہیں ہوتی، لیکن نصاب تعلیم، نظام امتحان اور نظام تعلیم میں یکسانیت پیدا کرکے ہم اجتماعی تقاضوں کی تکمیل کرتے ہیں، وقت آنے پر امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ان خارجی حملوں کے مقابل کے لئے کھڑے ہونے کو بھی ہم تیار ہیں، کم از کم بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مدرسوں کو اس اجتماعی نظام کا حصہ بننا چاہئے اور اسے مضبوط کرنا چاہئے۔

دارالعلوم دیوبند کا رابطہ مدارس کا نظام بھی اسی اجتماعی نظام کی عملی شکل ہے اور اس ارتباط کے اپنے فائدے ہیں، ہم سب کو اجتماعی کاموں کے طریقہ کار، اطلاعات، روابط اور معاونت کے ساتھ مدارس کو درپیش ان تمام خطرات کا مقابلہ کرنا ہے، داخلی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہے، اللہ ہمارا ناصر وحامی ہے۔

Scanned with CamScanner

امیر شریعت سادسؒ اور وفاق المدارس

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ (آمد 31مارچ 1927ء رفت 17 اکتوبر 2015ء) بنیادی طور پر کامیاب مدرس تھے، ان کی زندگی کے سولہ قیمتی سال مدارس میں گزرے، درس وتدریس کا کام کیا، اس مدت میں مدارس کے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام امتحان کو قریب سے دیکھا، پرکھا اور سمجھا تھا، ان کی نگاہ ان امور پر بہت گہری تھی، امارت شرعیہ آنے کا سبب بھی یہی بنا تھا، انہوں نے مدارس اسلامیہ کنونشن مونگیر میں مدارس کے بارے میں جو مقالہ پڑھا تھا، اسی نے امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی کی توجہ ان کی طرف مبذول کرائی، پھر حضرت امیر شریعت نے مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کو حضرت کے پیچھے لگا دیا؛ تاکہ وہ کسی بھی طرح ان کو امارت شرعیہ کھینچ لائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت امیر شریعت سادس دوسرے کئی کلیدی عہدوں پر مختلف اوقات میں فائز ہوئے، لیکن وہ مدارس اسلامیہ میں گزارے ہوئے سولہ سال کو ہی حاصل زندگی قرار دیتے تھے، حضرت نے وفاق المدارس الاسلامیہ کے انتخابی اجلاس منعقدہ 21 فروری 2008ء بمقام المعہد العالی اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:''میرا ابھی سولہ سال مدرسے میں گزرا ہے، میں اس کو اپنا قیمتی وقت سمجھتا ہوں، امارت شرعیہ کے ناظم، امیر شریعت اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سیکرٹری وغیرہ کا عہدہ کوئی وقعت نہیں رکھتا، جو وقعت مدرسے میں پڑھانے کے زمانے کو میں دیتا ہوں، استاد طالب علم کی حیثیت سے جو قیمتی سند میں نے پائی ہے وہی میرا اصل سرمایہ ہے'' (مدارس اسلامیہ میں منصب تدریس و طریقہ تدریس مصنف محمد ثناء الہدیٰ قاسمی)

حضرت نے اسی موقع سے اپنے خطاب میں فرمایا:''وفاق کوئی رسمی چیز نہیں ہے اگر اسے کوئی رسمی چیز سمجھتا ہے تو یہ غلط ہے، یہ بینر لگانے والی بات نہیں ہے؛ بلکہ واقعی وفاق کا مطلب یہ ہے کہ مدارس کے درمیان ربط، نظم قائم کرنا، مدارس کے درمیان تعاون اور تشاور کا جذبہ پیدا کرنا ہے''۔ (ایضا)

حضرت نے مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں کو یہ بھی تلقین کی کہ''وفاق میں کسی کو سیکرٹری بنا دیا جائے، صدر بنا دیا جائے، کسی مدرسے کو کسی زون کا مرکز بنا دیا جائے تو ہمیں مان لینا چاہیے۔'' (ایضا)

یہ حضرت کا قال نہیں، حال بھی تھا، چنانچہ حضرت کی پوری دلچسپی ہر دور میں وفاق المدارس الاسلامیہ سے رہی، وہ پوری زندگی اس ادارے کے سرپرست رہے، 24 تا 26 مئی 1996ء کو مدرسہ ضیاء العلوم رام پور رہوا ضلع سمستی پور میں وفاق کے قیام کی تجویز جس اجلاس میں پاس ہوئی، اس کی صدارت حضرت نے ہی فرمائی تھی، ان دنوں آپ ناظم امارت شرعیہ تھے، اپنے صدارتی خطاب میں حضرت نے مدارس اسلامیہ کے طریقۂ کار کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''مدارس اسلامیہ کا سرمایہ اخلاص اور اعتماد علی اللہ ہے، دینی مدارس میں طلبہ کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ان کی تربیت اور تزکیہ نفس بھی ضروری ہے، اس لیے کہ دینی زندگی، اعمال اور اخلاق کی درستگی سے ہے۔''

آپ نے مدارس کے نصاب تعلیم اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:''اس وقت علماء کی ایسی جماعت تیار ہونی چاہیے جو دین کی تفہیم کر سکے، حفاظت دین کے ساتھ دعوت دین کا بہتر کام کر سکے، زمانے کے چیلنج کا بہتر جواب دے سکے، ہندی ہماری قومی زبان ہے اور انگریزی بین الاقوامی زبان ہے، ہمارے علماء ہندی اور انگریزی زبان سے اس قدر ضرور واقف ہوں کہ وہ ہندی اور انگریزی اخبارات کو پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔'' (نقیب 3جون 1996 مطابق 15 محرم 1417ھ)

حضرت امیر شریعت سادس بحیثیت ناظم امارت شرعیہ بھی وفاق کی ساری میٹنگوں میں شرکت فرمایا کرتے تھے، رامپور رہوا میں وفاق کے قیام کے بعد پہلی میٹنگ دفتر امارت شرعیہ میں 23 ستمبر 1996ء کو ہوئی تھی، یہ میٹنگ اصلاً دستور وفاق کی منظوری کے سلسلے میں رکھی گئی تھی، اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ "صدر وناظم عمومی کے عہدے کو گردش کرتے رہنا چاہیے" بیشتر لوگوں کی رائے تھی کہ اس میں ''گردش'' کے لفظ کو ہٹا دیا جائے؛ کیونکہ جب عہدے دار یہ سمجھے گا کہ تین سال بعد ہم نہیں رہیں گے تو پھر وہ پوری دلچسپی سے کام نہیں کرے گا، حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ نے تمام بحث و تمحیص کو سننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "اختیار رکھا جائے جب ہم چاہیں کسی صدر کو دوبارہ باقی رکھیں یا تبدیل کر دیں چنانچہ ''گردش'' والا دفعہ حذف کر دیا گیا اور اسے حضرت کی تجویز کے مطابق منظور کیا گیا، اسی کے مطابق آج بھی انتخابات ہوتے ہیں، مجلس عمومی چاہتی ہے تو سابقہ ذمہ دار کو باقی رکھتی ہے اور مجلس عمومی کی رائے بدلنے کی ہوتی ہے تو ذمہ دار بدل دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی دستور کے تحت 2008ء سے ہر تین سال پر ناظم عمومی کے لئے میرا انتخاب ہوتا رہا ہے اور میں آج تک اس منصب پر فائز ہوں۔

جب سرکار لازمی حق تعلیم ایکٹ لے کر آئی تو مسلم پرسنل لاء بورڈ کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے حضرت نے سرکار کے سامنے اس پالیسی میں ترمیم کا ایک خاکہ تیار کر کے پیش کیا تھا، اور حکومت کے سامنے صاف طور پر یہ بات کہی تھی کہ ''جناب کپل سبل صاحب نے اس ایکٹ کے نفاذ کے تعلق سے جو گائیڈ لائن جاری کیا ہے وہ قطعاً کافی نہیں ہے''، انہوں نے بعض سرکاری افسران کے ذریعے مدارس کو نوٹس بھیجے جانے پر تشویش کا اظہار کیا، اس موضوع پر 17 نومبر 2011ء کو وفاق کی مجلس عاملہ سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت سادس نے فرمایا:''مدارس کو سرکار کے سامنے واضح کر دینا چاہیے کہ ہمارا تعلیمی ادارہ ان بنیادی حقوق کی دفعات کے سہارے چل رہا ہے جن میں تعلیمی ادارہ کھولنے کی آزادی دی گئی ہے ملک کے آئین کی آرٹیکل 30 کے تحت ملک کی مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنے تعلیمی اداروں کے قیام کا حق حاصل ہے، لازمی حق تعلیم ایکٹ، دستور میں دیے گیے بنیادی حقوق سے متصادم ہے؛ اس لیے اس کا نفاذ مدارس اسلامیہ پر نہیں ہونا چاہیے۔'' (کاروائی رجسٹر وفاق کی مجلس عاملہ)

اس کی روشنی میں اس وقت کے نائب امیر اور بعد میں امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے اسے ایک مہم کی شکل دی اور نائب امیر شریعت صاحب کی جہد مسلسل اور سعیٔ بلیغ کے نتیجے میں مدارس کو بھی لازمی تعلیم کا مرکز قرار دیا گیا۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ سرکار نے مدارس کو بھی تعلیمی ادارہ کے طور پر تسلیم کر لیا۔

وفاق المدارس نے 18 فروری 2008ء کو المعہد العالی کے کانفرنس ہال میں سہ روزہ بین المدارس اجتماع اور تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا تھا اس کے افتتاحی اجلاس میں حضرت امیر شریعت سادس نے مدارس کی اہمیت، خدمات اور طریقہ کار پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا؛''سارے عالم کے مدارس جہاں دین کی تعلیم دی جاتی ہیں، وہ حکومت کی زیر سرپرستی یا اس کی مدد سے چلتے ہیں؛ لیکن ہندوستان میں جو مدارس قائم ہیں ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ مسلم عوام اسے چلاتے ہیں اور اس میں اپنا سرمایہ بھی لگاتے ہیں انہیں مدارس کے علماء کرام نے مغلیہ سلطنت کے دور میں اور اس کے زوال کے بعد جب انگریزوں کا دور اقتدار آیا، اس وقت مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لیے کیا کیا نہیں کیا، عیسائی پادریوں اور آریہ سماج کے چیلنجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں شکست فاش دی، دفاع دین کا فریضہ انجام دیا، یہ مدارس دین کے مضبوط قلعے ہیں صرف اس لیے کہ مسلمان دین پر قائم رہیں، شرک و بدعات سے پاک رہیں انہوں نے باخبر اور باعمل علماء کی کھیپ کی کھیپ تیار کر دی''

حضرت نے فرمایا:''مدارس خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب کے مقاصد ایک ہیں، وفاق کا مطلب اعلی مقصد کے حصول کے لیے متفق ہونا ہے، علماء کے اتحاد سے امت مسلمہ متحد رہے گی، مدارس اسلامیہ میں اخلاقی قدروں کے ساتھ ساتھ نظم وضبط کی آج زیادہ ضرورت ہے، یہی وہ مدارس ہیں جن سے ہمارے اکابر کو وہ عزت ملی جو کسی حکمراں کو حاصل نہیں، آپ نے اگر مدرسے سے رشتہ قائم رکھا ہے تو گویا آپ اصحاب صفہ کے رشتے سے جڑ گئے ہیں، بے سروسامانی سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، مدرسہ چلانے میں آپ معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس قدر اللہ پر بھروسہ کریں گے اتنا ہی آپ کامیاب رہیں گے''۔

4 اپریل 2005ء کی مجلس عاملہ میں وفاق کے مقاصد اور اس کے طریقۂ کار کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:''نصاب تعلیم میں یکسانیت ہم آہنگی پیدا کرنے، معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لیے آزاد مدارس اسلامیہ کا وفاق قائم ہوا، یہ وفاق وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اس کے نظام کو مزید مستحکم بہتر بنانے کے لیے بین المدارس اجتماعات منعقد کیے جائیں اور ذمہ داران مدارس کو مدارس کے نظام تعلیم وتربیت کو بہتر سے بہتر بنانے پر توجہ دلوائی جائے''

حضرت امیر شریعت سادس کو وفاق کے کاموں سے خاص دلچسپی تھی، ایک دفعہ مالی بحران کے زمانے میں انہوں نے بیت المال سے پچیس ہزار کا ''تعاون'' بھی وفاق کو کیا تھا، تعاون کا مطلب قرض نہیں ہوتا اسے ذہن میں رکھنا چاہیے، وفاق سے مدارس اسلامیہ کی دلچسپی قائم رہے، اس کے لیے وہ ایک مخصوص رقم سے ان تمام مدارس کی مدد بھی کیا کرتے تھے جو وفاق کے سالانہ امتحان میں شریک ہوا کرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت کے وصال کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا ایسے میں جو ادارے معیاری تعلیم کے بجائے مالی تعاون کی وجہ سے وفاق سے جڑے ہوئے تھے، ان کے اندر سرد مہری آ گئی اور اب ان کی دلچسپی وفاق سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ (بقیہ ص:۶ ر پر)

کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

اللہ کے نافرمانوں کی عبرتناک کہانیاں

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اپنے فرماں بردار اور نافرمان بندوں کے قصے تفصیل سے بیان کیے ہیں اور اس کے بیان کرنے کا مقصد ان واقعات میں غور وفکر اور عبرت ونصیحت کو قرار دیا ہے:''فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ'' (سورۃ الاعراف:۱۷۶) ''لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ'' (سورہ یوسف:۱۱۱) کا مفہوم اور مستفاد یہی ہے کہ انسان صالحین کے اسوہ کو اپنا کر جنت کا مستحق ہو اور نافرمانوں پر جو عذاب آیا اور جو سزائیں ملیں یا قیامت میں ملیں گی، اس سے عبرت حاصل کر کے اپنی زندگی کو خدا کی بندگی پر لگائے، تاکہ قیامت میں شرمندگی، رسوائی اور جہنم سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے، اسی نقطۂ نظر سے ہر زمانہ میں علماء نے قصص القرآن، قصص الانبیاء وغیرہ کے عنوان سے کتابیں تصنیف کی ہیں، چنانچہ اسلامی لائبریری میں ان موضوعات پر کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔

ان کتابوں میں بیشتر ضخیم اور کئی کئی جلدوں میں ہیں، جس سے استفادہ عام قاری کے لیے آج کی صارفیت، مصروفیت اور مشغولیت کے دور میں دشوار ہو گیا ہے، بہت سی کتابیں دستیاب بھی نہیں ہیں اور جو دستیاب ہیں ان کو پڑھنے، سمجھنے کے لیے عام لوگوں کے پاس نہ تو وقت ہے اور نہ ہی فہم، اس لیے ضرورت تھی کہ آسان، سہل، صاف اور شستہ زبان میں قصص قرآنی کے ایک حصے جس میں اللہ کے نافرمانوں کے عبرتناک انجام کے قصے ہیں، ان کو ایک ساتھ جمع کر دیا جائے، کتاب بہت ضخیم نہ ہو، مختصر ہو اور قصہ کو دو چار صفحہ میں لکھ دیا جائے، تاکہ مشغول آدمی قسطوں میں وقت نکال کر ایک دو کہانی پڑھ لے اور موقع ملے تو دوسری نشست میں آگے پڑھے، جو کتابیں ضخیم مسلسل اور مربوط ہوتی ہیں، ان میں مطالعہ کی یہ صورت نہیں پائی جاتی، کیوں کہ خطرہ رہتا ہے کہ گذشتہ صفحات کا حاصل مطالعہ ذہن سے محو نہ ہو جائے اور آگے کی بات دماغ میں نہ سما سکے۔

رفیق محترم مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے انہیں وجوہات سے ''اللہ کے نافرمانوں کی عبرتناک کہانیاں'' کے عنوان سے مختصر کتاب تیار کی ہے، وہ ایک زمانہ تک جامعہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا، مغربی چمپارن میں استاذ رہے ہیں اور ملک کے چند معروف، مقبول اور معتبر دارالافتاء میں سے ایک، ''دارالافتاء امارت شرعیہ'' میں برسوں سے فتویٰ نویسی کا کام کر رہے ہیں، مدرس ہونے کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کو تفہیم کی قدرت اور ادق مضامین کو سہل انداز میں مستفیدین تک پہونچانے کا فن آ گیا، فتویٰ نویسی نے انہیں رطب ویابس سے پاک جچے، تُلے جملے اور عبارتیں لکھنے کا عادی بنا دیا، ان دونوں صلاحیتوں کی وجہ سے ان کی تحریریں قابل فہم اور جامع ہوا کرتی ہیں، فتاویٰ میں حوالہ دیا جاتا ہے تاکہ قاری کا اعتبار واعتماد اس تحریر کو حاصل ہو، مفتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں بھی حوالوں کا خاص خیال رکھا ہے۔

اس کتاب میں اللہ کے نافرمان بندوں کی جو عبرتناک کہانیاں بیان کی گئی ہیں، وہ قرآن واحادیث سے ماخوذ، رطب ویابس اور غیر ضروری تفصیلات سے پاک ہیں، اس لیے اس کا نفع عوام وخواص میں عام وتام ہونے کی پوری امید ہے، کاش ہماری قوم اس سے عبرت حاصل کر کے اپنی زندگی کا رُخ اللہ کی بندگی کی طرف کر لے، ایسا یوٹرن لے کہ اس کا شمار اللہ کے نیک اور صالح بندوں میں ہونے لگے، مفتی صاحب نے راہ دکھانے کی کوشش کی ہے، ہدایت تو اللہ ہی کے پاس ہے، وہ جسے چاہے کامیاب وبامراد کر دے، اللہ رب العزت ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، صحت وعافیت کے ساتھ درازیٔ عمر عطا فرمائے، تاکہ ان کی خدمات کا سلسلہ یوں ہی جاری رہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

صحابہ کرام ؓ کی بہادری: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال یہ تھا کہ ایک غزوہ میں ایک صحابی اکیلے رہ گئے، سامنے سے تین چار مسلح جنگجو پہلوان قسم کے آ گئے، یہ صحابی تنہا تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر ان سے مقابلہ کرنا چاہا تو اتنے میں دوسرے صحابہ کرام ؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ تم اکیلے ہو اور یہ زیادہ ہیں اور بڑے جنگجو اور پہلوان قسم کے لوگ بھی ہیں، اس لئے اس وقت بہتر یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے آنے کا انتظار کرلو، ان صحابی نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میرے اور جنت کے درمیان حائل ہونے کی کوشش مت کرنا، یہ بڑے بڑے پہلوان تو میرے جنت میں پہنچنے کا راستہ ہیں اور تم مجھے لڑنے سے روک رہے ہو اور میرے اور جنت کے درمیان حائل ہو رہے ہو، صحابہ کرام ؓ کا یہ حال تھا جس کی وجہ سے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ بزدلی کیا چیز ہے؟ اور کمزوری کیا چیز ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت ختم فرمادی تھی اور ہر وقت آنکھوں سے آخرت کو دیکھ رہے تھے، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرر ہے تھے، اس وجہ سے مرنے سے نہیں ڈرتے تھے، بلکہ اس بات کی خواہش کرتے تھے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔

ایک صحابی ایک میدانِ جنگ میں پہنچے، دیکھا کہ سامنے کفار کا لشکر ہے، جو پورے اسلحے اور طاقت کے ساتھ حملہ آور ہوگا، اس لشکر کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے یہ شعر پڑھا

غدا نلقی الاحبہ　　　محمدا وصحبہ

واہ واہ کیا بہترین نظارہ ہے، کل کو ہم اپنے دوستوں سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ملاقات کریں گے، ایک صحابی زخمی ہوگئے، سینے سے خون کا فوارا اُبل پڑا، اس وقت بے ساختہ زبان سے یہ کلمہ نکلا: ''فزت ورب الکعبۃ'' ''رب کعبہ کی قسم! آج میں کامیاب ہوگیا'' یہ حضرات ایمان اور یقین والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والے تھے، دنیا کی محبت جن کو چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔ (خطبات، ج:۷، بحوالہ: واقعات جن سے میں متاثر ہوا، ص:۲۱۰)

بادشاہ عالمگیر کی تخت شاہی: اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے انتقال کے بعد باپ کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہوگیا اور یہ دو بھائی تھے، ایک عالمگیر اور دوسرے دارا شکوہ، آپس میں رقابت تھی، ان کے زمانے میں ایک بزرگ تھے، دونوں نے ارادہ کیا کہ ان بزرگ سے جا کر اپنے حق میں دعائی کرائی جائے، پہلے دارا شکوہ ان بزرگ کے پاس زیارت اور دعاء کے لئے پہنچے، اس وقت وہ بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے، ان بزرگ نے دارا شکوہ سے کہا کہ یہاں میرے پاس آجاؤ اور تخت پر بیٹھ جاؤ، دارا شکوہ نے کہا کہ نہیں حضرت، میری مجال نہیں کہ میں آپ کے پاس تخت پر بیٹھ جاؤں، میں تو یہاں نیچے ہی ٹھیک ہوں، ان بزرگ نے پھر کہا کہ میں تمہیں بلا رہا ہوں، یہاں آجاؤ، لیکن وہ نہیں مانے اور ان کے پاس نہ گئے اور وہیں بیٹھے رہے، ان بزرگ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری مرضی، پھر ان بزرگ نے ان کو کچھ نصیحت فرمائی پھر وہ واپس چلے گئے۔

ان کے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد عالمگیرؒ آ گئے، وہ جب سامنے نیچے بیٹھنے لگے تو ان بزرگ نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس آجاؤ، وہ فوراً جلدی سے اٹھے اور ان بزرگ کے پاس جا کر تخت پر بیٹھ گئے، پھر انہوں نے ان کو جو نصیحت فرمانی تھی وہ فرمادی، جب عالمگیرؒ واپس چلے گئے تو ان بزرگ نے مجلس والوں سے فرمایا کہ ان دونوں نے خود ہی اپنا فیصلہ کرلیا، دارا شکوہ کو ہم نے تخت پیش کیا، اس نے انکار کردیا اور عالمگیرؒ کو پیش کیا تو انہوں نے لے لیا، اس واسطے دونوں کا فیصلہ ہوگیا، اب تخت شاہی عالمگیر کو ملے گا، چنانچہ ان کو مل گیا۔ (مواعظ حضرت تھانویؒ، خطبات، ج:۳)

ایک صحابی کا واقعہ: ایک زمانہ تھا جب مسلمان قرآن کریم کے الفاظ سیکھنے کے لئے محنتیں، مشقتیں اور قربانیاں دیا کرتے تھے، صحیح بخاری میں ہے کہ ایک صحابی عمرو بن سلمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں اس وقت بچہ تھا اور میرا گاؤں مدینہ منورہ سے بہت فاصلے پر تھا، میرے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی دولت قرآن کریم ہے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میں قرآن کریم کے الفاظ یاد کروں، اس کا علم سیکھوں، لیکن پوری بستی میں قرآن کریم پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور قرآن کریم سیکھنے کا کوئی انتظام نہیں تھا، چنانچہ میں یہ کرتا تھا کہ میری بستی کے باہر قافلوں کے گزرنے کا جو راستہ تھا، روزانہ صبح کے وقت وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا، جب کوئی قافلہ گزرتا تو میں پوچھتا کہ کیا قافلہ مدینہ منور سے آیا ہے؟ جب قافلے والے بتاتے کہ ہم مدینہ منورہ سے آئے ہیں تو پھر ان سے درخواست کرتا کہ آپ میں سے کسی کو قرآن کریم کا کچھ حصہ یاد ہو تو مجھے سکھادیں، جن کو یاد ہوتا ان سے وہ حصہ یاد کرلیتا، یہ میرا روزانہ کا معمول تھا، اس طرح چند مہینوں کے اندر میں اپنی بستی میں سب سے زیادہ قرآن کریم کا یاد کرنے والا ہوگیا اور سب سے زیادہ سورتیں مجھے یاد تھیں، چنانچہ جب میری بستی میں مسجد کی تعمیر ہوئی اور امامت کے لئے کسی کو آگے بڑھانے کا وقت آیا تو لوگوں نے مجھے آگے کردیا، اس لئے کہ سب سے زیادہ قرآن کریم مجھے یاد تھا۔

بہر حال، اس طرح لوگوں نے محنت اور مشقت کر کے قرآن کریم حاصل کیا اور انہی کی محنت اور جدو جہد کا نتیجہ ہے کہ آج ''الحمد للہ'' یہ قرآن کریم بفضلہٖ تعالیٰ صحیح شکل وصورت میں موجود ہے اور نہ صرف الفاظ بلکہ معانی بھی محفوظ ہیں، آج الحمدللہ پورے اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کی وہ صحیح تفسیر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک اور صحابہ کرام سے لے کر ہم تک پہنچتی ہے وہ اپنی صحیح شکل وصورت میں محفوظ ہے، اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کے الفاظ کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے اسی طرح اس کے معانی کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ (واقعات جن سے میں متاثر ہوا: ۲/۱۵۹)

زیادہ کھانا کمال نہیں: دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا حکیمانہ واقعہ ہے، ان کے زمانے میں آریہ سماج ہندوؤں نے اسلام کے خلاف بڑا شور مچایا، حضرت نانوتویؒ آریہ سماج والوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے، تاکہ لوگوں پر حقیقت حال واضح ہو جائے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ ایک مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے، وہاں ایک آریہ سماج کے پنڈت سے مناظرہ تھا اور مناظرہ سے پہلے کھانے کا انتظام تھا، حضرت نانوتویؒ بہت تھوڑا کھانے کے عادی تھے، جب کھانا کھانے بیٹھے تو حضرت والا چند لقمے کھا کر اٹھ گئے اور جو آریہ سماج کے عالم تھے، وہ کھانے کے استاذ تھے، انہوں نے خوب ڈٹ کر کھایا، جب کھانے سے فراغت ہوئی تو میزبان نے حضرت نانوتویؒ سے فرمایا کہ حضرت آپ نے تو بہت تھوڑا کھانا کھایا، حضرت نے فرمایا کہ مجھے جتنی خواہش تھی اتنا کھالیا اور آریہ سماج بھی قریب بیٹھا ہوا تھا، اس نے حضرت سے کہا کہ مولانا آپ کھانے کے مقابلے میں تو ابھی سے ہار گئے اور یہ آپ کے لئے بدفالی ہے کہ جب آپ کھانے پر ہار گئے تو اب دلائل کا مقابلہ ہوگا تو اس میں بھی آپ ہار جائیں گے، حضرت نانوتویؒ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کھانے کے اندر مناظرہ اور مقابلہ کرنا تھا تو مجھ سے کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کسی بھینس یا بیل سے کرلیا ہوتا، اگر اس سے مناظرہ کریں گے تو آپ یقیناً بھینس سے ہار جائیں گے، میں تو دلائل میں مناظرہ کرنے آیا تھا، کھانے میں مناظرہ اور مقابلہ کرنے تو نہیں آیا تھا۔

حضرت نانوتویؒ نے اس جواب میں اس طرف اشارہ فرمادیا کہ اگر غور سے دیکھو تو کھانے پینے کے اندر انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں، جانور بھی کھاتا ہے اور انسان بھی کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر جانور کو رزق دیتے ہیں اور بسا اوقات ان کو تم سے اچھا رزق دیتا ہے، لیکن ان کے درمیان اور تمہارے درمیان فرق یہ ہے کہ تم کھانا کھاتے وقت اپنے کھلانے والے کو فراموش نہ کرو، بس جانور اور انسان میں یہی فرق ہے۔ (خطبات، ج:۵)

کاموں کی تین قسمیں: حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی کام ہیں، وہ تین قسم کے ہیں، ایک وہ ہیں جن میں کچھ نفع اور فائدہ ہے، چاہے دین کا فائدہ ہو یا دنیا کا فائدہ ہو، دوسرے وہ کام ہیں، جو مضرت والے اور نقصان دہ ہیں، ان میں یا تو دین کا نقصان ہے۔ یا دنیا کا نقصان ہے اور تیسرے وہ کام ہیں، جن میں نہ نفع ہے، نہ نقصان ہے، نہ دنیا کا نفع، نہ دین کا نفع، نہ دنیا کا نقصان، نہ دین کا نقصان، بلکہ فضول کام ہیں، اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ان کاموں کا تعلق ہے جو نقصان دہ ہیں، ظاہر ہے کہ ان سے تو بچنا ضروری ہے، اور اگر غور سے دیکھو تو کاموں کی یہ جو تیسری قسم ہے، جس میں نہ نقصان ہے اور نہ نفع ہے، وہ بھی حقیقت میں نقصان دہ ہیں، اس لئے کہ جب تم ایسے کام میں اپنا وقت لگا رہے ہو، جس میں کوئی نفع نہیں ہے، حالانکہ اس وقت کو تم ایسے کام میں لگا سکتے تھے، جس میں نفع ہوتو گویا کہ تم نے اس وقت کو برباد کردیا اور اس وقت کے نفع کو ضائع کردیا۔ (خطبات، ج:۴)

اونٹ کے دل میں خوف خدا: حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، پوچھا: کیا بات ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ایک اونٹ ہے، میں سارا دن محنت مزدوری کرتا ہوں، اس اونٹ پر سامان لادتا ہوں اور میں اس کے دانے پانی کا پورا پورا خیال رکھتا ہوں لیکن جب میں رات کو آ کر سوتا ہوں تو کبھی کبھی وہ ایسی دردناک آواز نکالتا ہے کہ میری آنکھ نہیں لگتی، اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ دعا فرمادیجئے کہ اونٹ مجھے رات کو سونے دیا کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدعی کی بات سن لی ہے، اب ہم مدعا علیہ کو بھی بلائیں گے، چنانچہ اس اونٹ کو بلانے کا حکم دیا گیا، کتابوں میں لکھا ہے کہ جب اونٹ کو پیغام دیا گیا تو اونٹ بڑے ادب واحترام کے ساتھ چلتا ہوا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ سے ارشاد فرمایا کہ تیرا مالک تیری شکایت کررہا ہے کہ وہ تیرے دانے پانی کا خیال رکھتا ہے لیکن تو اس کا خیال نہیں رکھتا اور رات کو ایسی آوازیں نکالتا ہے کہ جس سے تیرے مالک کی نیند خراب ہوتی ہے، یہ کیا معاملہ ہے۔؟

یہ سن کر اونٹ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگا، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! معاملہ یہ ہے کہ ہم دونوں سارا دن محنت مزدوری کرتے ہیں، یہ میرا خیال رکھتے ہیں اور میں ان کا خیال رکھتا ہوں، یہ بوجھ لادتے ہیں اور میں لے کے پہنچاتا ہوں، یہ مجھے دانہ پانی بھی دیتے ہیں، ہم دونوں ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اچھے ساتھی ہو تو پھر اس کو سونے کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! معاملہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ یہ تھکے ہوئے گھر آتے ہیں، مغرب کے بعد کھانا کھاتے ہیں، اس وقت کبھی کبھی ان پر نیند آجاتی ہے تو دل میں سوچتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے کمر سیدھی کرلوں، پھر میں اٹھ کر عشاء کی نماز پڑھ لوں گا، لیکن جب کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹتے ہیں تو نیند گہری ہو جاتی ہے، انہوں نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی ہوتی، رات کافی دیر ہو جاتی ہے، چونکہ میں قریب ہوتا ہوں اس لئے مجھے نیند نہیں آتی کہ اگر ان کی نماز قضاء ہوگئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں کہ تو نے اپنے ساتھی کو کیوں نہیں جگایا تھا تاکہ وہ میرے حکم کی پابندی کرلیتا، اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اوپر بھی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہوتا ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کی وجہ سے ڈرتا ہوں اور دردناک آوازیں نکالتا ہوں کہ میرے مالک! اٹھ جا اور اپنے مالک کی بندگی کرلے۔ (ماہنامہ المحمود، فروری ۲۰۱۸)

اے انسان! ایک جانور کے دل میں تو خوف خدا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ٹوٹ رہا ہے اور اس کو نیند نہیں آ رہی اور تو اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑتا پھرتا ہے، تیرے گھر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کو ذبح کیا جاتا ہے، مگر تجھے احساس نہیں ہوتا، تیری اولاد تیری آنکھوں کے سامنے اللہ کے حکم کو توڑتی ہے لیکن تو اپنے سینے میں مغموم نہیں ہوتا، آخر کوئی تو وقت آئے گا جب ہمیں اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔

عبداللہ بن مبارکؒ اور خوف خدا: عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی حدیث پڑھائی، یہاں تک کہ ایک وقت چالیس ہزار شاگران سے حدیث پڑھا کرتے تھے، جب وہ فوت ہونے لگے تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ مجھے چارپائی سے اٹھا کر زمین پر لٹادو، نیچے نہ کوئی قالین تھا، نہ کوئی فرش تھا اور نہ ہی کوئی سنگ مرمر لگا ہوا تھا، تاہم شاگردوں نے تعمیل حکم میں ان کو زمین پر لٹا دیا، یہ دیکھ کر طلبا کی چیخیں نکل گئیں کہ اتنے بڑے محدث اپنی داڑھی کو پکڑ کر روتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرمانا...... اللہ اکبر...... جس نے ساری زندگی حدیث پڑھائی اس نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! میں نے حدیث کے درس دیئے، میں نے لوگوں کو دین کی طرف بلایا، میں نے لوگوں کے نیکی کی طرف راغب کیا، کوئی عمل اس قابل نہیں سمجھا جو اللہ کے حضور پیش کرسکیں، بالآخر عاجزی کررہے ہیں کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما، وہ اپنے سفید بالوں کو پیش کرتے تھے کہ اے اللہ! کوئی عمل ایسا نہیں جو آپ کے سامنے پیش کرسکیں، آپ ہی مجھ پر رحم فرمائیے، ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے کہ ہم بھی اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے نادم ہوں اور اس کا خوف طلب کریں، تاکہ گناہوں سے بچ جائیں۔

Scanned with CamScanner

وعدہ خلافی اور بدعہدی سے بچئے

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے آخرت کا نظام یہ رکھا ہے کہ چیزوں کا مہیا ہونا انسان کی خواہشات کے تابع ہوگا، انسان جو چاہے گا فوراً اس کے لئے وہ چیز فراہم ہو جائے گی: ''وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَاتَدَّعُونَ'' (حم السجدہ: 31) لیکن دنیا کا معاملہ اس سے مختلف ہے، یہاں انسان ایک چیز کی خواہش کرتا ہے؛ لیکن وہ اسے بروقت پورا نہیں کرسکتا، وہ ایک چیز کا ضرورت مند ہوتا ہے؛ لیکن وہ چیز اسے بروقت مہیا نہیں ہوتی؛ اسی لئے انسان ایک دوسرے سے لین دین کا محتاج ہوتا ہے، اس لین دین میں اکثر عہد و پیمان کی نوبت آتی ہے، اس لئے شاید ہی کوئی انسان ہو جس کو زندگی کے مختلف مراحل میں خود وعدہ کرنے یا دوسروں کے وعدہ پر بھروسہ کرنے کی نوبت نہ آتی ہو، وعدہ کرنے والے پر دوسرا شخص بھروسہ اور اعتماد کرتا ہے اور بعض دفعہ اس اعتماد پر خود بہت سے معاملات طے کرگذرتا ہے، اس لئے وعدہ کی بڑی اہمیت ہے۔

اسی لئے اسلام میں بڑی تاکید کے ساتھ عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عہد شکنی کی مذمت کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: عہد کو پورا کرو؛ کیوں کہ قیامت کے دن عہد کے بارے میں انسان جواب دہ ہوگا: ''وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ، اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا'' (بنی اسرائیل: 34) قرآن نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے، جو وعدہ کو پورا کرتے ہیں، (البقرۃ: ۲۲) ایک اور موقع پر ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اپنے وعدہ کا پاس و لحاظ رکھتے ہوں: ''وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ'' (المومنون: 8) خود اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت کا بار بار ذکر فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے: ''وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ'' (الحج: 6) اللہ کے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے خاص طور پر اس کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ وعدہ کے سچے تھے، ''اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ''۔ (مریم: 54)، رسول اللہؐ نے اپنے ارشادات کے ذریعہ بھی ایفاءِ عہد کی اہمیت اور وعدہ خلافی کی بُرائی کو بیان فرمایا ہے؛ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں پائی جاتی ہوں وہ منافق ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اگر امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (بخاری، حدیث نمبر: 33) نفاق کفر کی ایک قسم ہے اور وعدہ خلافی کو آپ نے نفاق قرار دیا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وعدہ خلافی کس قدر مذموم بات ہے، آپ نے اپنے عمل کے ذریعہ ایفاءِ عہد کی ایسی مثال قائم کی ہے کہ اس کی نظیر ملنی دشوار ہے، عبداللہ بن ابی الحمساء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کی بعثت سے پہلے آپ سے خرید و فروخت کی، آپ کی کچھ چیز باقی رہ گئی، میں نے وعدہ کیا کہ میں یہ چیزیں یہاں لے کر آتا ہوں، میں بھول گیا، یہاں تک کہ آج اور آئندہ کل کا دن گذر گیا، تیسرے دن میں حاضر ہوا تو آپ اسی جگہ پر تھے، آپ انے صرف اس قدر فرمایا: تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں یہاں تین دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)، وعدہ کی پابندی اور ایفاءِ عہد کا یہی سبق آپ سے آپ کے رفقاء نے پڑھا، اور اپنی عملی زندگی میں اسے برت کر دکھایا؛ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کی وفات کا وقت آیا، تو فرمایا کہ قریش کے ایک شخص نے میری بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا تھا اور میں نے اس سے کچھ ایسی بات کہی تھی جو وعدہ سے ملتی جلتی ہے، تو میں ایک تہائی نفاق یعنی نفاق کی تین میں سے ایک علامت کے ساتھ اللہ سے ملنا نہیں چاہتا، اس لئے میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا (احیاء العلوم: 3/132)

ان واقعات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہؓ کی نگاہ میں وعدہ کو پورا کرنے کی کس قدر اہمیت تھی، دوست ہو یا دشمن، اپنا ہو یا بیگانہ، اور مسلمان ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کے ساتھ عہد کی پابندی ضروری ہے، رسول اللہ صلح حدیبیہ سے جوں ہی فارغ ہوئے حضرت ابوجندل خون میں لہولہان اور پاؤں میں بیڑیاں لگی ہوئی تشریف لے آئے، اور مسلمانوں سے عرض کناں ہوئے کہ انھیں مدینہ لے جایا جائے، آپ نے اہل مکہ کو راضی کرنے کی کوشش کی، کہ اس دفعہ سے جو مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ جانے والوں کو واپس کرنے کے سلسلہ میں ہے، حضرت ابوجندل ص کو مستثنیٰ رکھا جائے؛ لیکن اہل مکہ نے نہیں مانا؛ چنانچہ بالآخر آپ نے انھیں واپس فرما دیا، اسی طرح جن غیر مسلم قبائل سے آپ کے معاہدات ہوئے، آپ نے ان معاہدات کا پورا خیال رکھا؛ بلکہ بعض دفعہ مخالفین کی عہد شکنی کو برداشت کرتے ہوئے بھی آپ اپنے عہد پر قائم رہے۔

افسوس کہ اخلاقی انحطاط اور پستی کی وجہ سے آج سماج میں وعدہ خلافی کی نوع بہ نوع صورتیں مروج ہوگئی ہیں اور لوگوں کے ذہن میں اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ گئی ہے، عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ قرض وغیرہ کے لین دین ہی سے وعدہ کا تعلق ہے، حالاں کہ ہم زندگی کے تمام مراحل میں عہد و پیماں سے گذرتے ہیں، معاملات جتنے بھی ہیں، نکاح، خرید و فروخت، شرکت اور پاٹنر شپ، دو طرفہ وعدہ ہی سے عبارت ہے، اسی لئے معاملات کو عقد کہا جاتا ہے، عقد کے معنی دو طرفہ وعدہ اور معاہدہ کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ مواقع پر ایفاء عقود کی طرف متوجہ فرمایا ہے: ''وَاَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ'' (المائدۃ: 1) نکاح کے ذریعہ مرد عورت کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے اخراجات کی ادائیگی کا عہد کرتا ہے اور عورت جائز باتوں میں شوہر کی فرماں برداری کا وعدہ کرتی ہے؛ لہٰذا اگر شوہر بیوی کے ساتھ حق تلفی کرے یا بیوی شوہر کے ساتھ حکم عدولی تو نہ صرف حق تلفی اور عدول حکمی کا گناہ ہوگا؛ بلکہ وہ وعدہ خلافی کے بھی گناہ گار ہوں گے، بیچنے والا گاہک سے مال کے صحیح ہونے اور قیمت کے مناسب ہونے کا وعدہ کرتا ہے، اگر وہ گاہک سے عیب چھپا کر سامان بیچے یا قیمت میں معمول سے زیادہ نفع وصول کرلے اور گاہک کو جتائے کہ اس نے معمولی نفع پر سامان فروخت کیا ہے، تو یہ عقد تجارت کے ذریعہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ جو عہد کرتے ہیں، اس کی خلاف ورزی ہے، جب آپ کہیں ملازمت کرتے ہیں تو سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں جو اوقات کار متعین ہوں، آپ ان اوقات میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہنے کا عہد کرتے ہیں، اگر آپ ان اوقات کی پابندی نہ کریں، دیر سے دفتر پہنچیں، پہلے دفتر سے نکل جائیں، یا درمیان میں دفتر چھوڑ دیں، یا دفتر کے اوقات میں مفوضہ کاموں کو انجام دینے کے بجائے اپنے ذاتی کام کرنے لگیں، تو یہ بھی وعدہ کی خلاف ورزی میں شامل ہے، بعض شعبوں میں ملازمین کو خصوصی الاونس دیا جاتا ہے، کہ وہ پرائیوٹ طور پر کوئی اور کام نہ کریں، خاص کر میڈیکل شعبہ میں گورنمنٹ چاہتی ہے کہ ڈاکٹر کی پوری صلاحیت سرکاری دواخانے میں آنے والے مریضوں پر خرچ ہو؛ کیوں کہ انسان کی قوت کار محدود ہے، اور جو شخص ہسپتال میں آنے سے پہلے اپنی قوت ڈھیر سارے مریضوں کو دیکھنے پر صرف کر چکا ہو، یقیناً اب جو مریض اس کے سامنے آئیں گے، وہ کما حقہ، اس کی تشخیص نہیں کر سکے گا، اب اگر کوئی شخص گورنمنٹ سے الاؤنس بھی حاصل کرے اور نجی کلینک اور نرسنگ ہوم بھی چلائے تو یہ وعدہ خلافی ہی کے زمرے میں آئے گا اور یہ بات تو ستم بالائے ستم ہوگی کہ جب کوئی مریض سرکاری دواخانہ میں آئے، تو معالج اس سے ایسی بے اعتنائی برتے، کہ وہ اس کے پرائیوٹ دواخانہ سے رجوع ہونے پر مجبور ہو جائے، یہ وعدہ خلافی کے ساتھ ساتھ عوام پر کھلا ہوا ظلم بھی ہے۔

آج کل بعض سواریوں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے میٹر لگے ہوئے ہیں، اس میٹر میں فریقین کی رعایت ملحوظ ہے؛ لیکن ہوتا یہ ہے کہ پسنجر کی مجبوری اور ضرورت کو دیکھتے ہوئے میٹر سے زیادہ پیسے طلب کئے جاتے ہیں، یہ بھی وعدہ خلافی کے زمرہ میں داخل ہے؛ کیوں کہ گورنمنٹ کا ٹیکس لائسنس ٹیکس کے قواعد وضوابط کے ساتھ مربوط ہے، گویا لائسنس لینے والا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق ہی پیسے وصول کرے گا، لوگوں کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے زائد پیسوں کا طلب گار ہونا اس عہد کی خلاف ورزی ہے۔

وعدہ کا تعلق ہماری تقریبات، جلسوں اور دعوتوں سے بھی ہے، مثلاً دعوت نامہ میں لکھا گیا کہ نکاح عصر کے بعد ہوگا؛ لیکن جب تقریب میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ نوشہ صاحب اپنی شانِ خاص کے ساتھ عشاء کے بعد تشریف لائے، دعوت نامہ میں لکھا گیا کہ طعام ولیمہ 8 بجے شب میں ہے؛ لیکن حقیقت معنوں میں دعوت کی ابتداء دس بجے شب سے ہوئی، کیا یہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ غور کیجئے کہ لوگ ایسی تقریبات میں شرکت اپنے تعلقات کی پاسداری میں کرتے ہیں، کسی کے یہاں بیماری ہے، کوئی خود بیمار ہے، کسی نے تقریب کے وقت کے لحاظ سے آئندہ پروگرام بنا رکھا ہے، ایسے مواقع پر یہ تاخیر اس کے لئے کس قدر گراں گذرتی ہے آکر واپس ہونے میں میزبان کی ناگواری کا اندیشہ اور انتظار کرنے میں دوسرے پروگرام متاثر!

افسوس کہ دینی جلسوں اور پروگراموں میں بھی ہم اس کی رعایت ملحوظ نہیں رکھتے، اعلان ہوا کہ نمازِ عشاء کے فوراً بعد جلسہ شروع ہوگا؛ لیکن عملاً مزید دو گھنٹہ تاخیر سے جلسہ کا آغاز ہوا، دعوت نامے میں صبح 9 بجے سے جلسہ کا اعلان کیا گیا؛ لیکن جلسہ کا آغاز ہی ۱۱ بجے کے بعد ہوا، یہ وعدہ خلافی بھی ہے اور وقت کی ناقدری بھی، کچھ یہی حال بعض مقررین کا ہوتا ہے، مقرر صاحب کو وقت 20/منٹ کا دیا گیا؛ لیکن جب مائک ان کے ہاتھ میں آیا تو انھیں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس پروگرام میں ان کے سوا کسی اور کو تقریر کا حق نہیں، اور اس طرح دوسرے مقررین کے لئے یا تو وقت نہیں بچا، یا سامعین کے صبر کا امتحان ہوتا رہا؛ حالاں کہ اسلام نے تمام عبادتوں کو وقت کے ساتھ مربوط رکھا ہے، نماز کے لئے اوقات مقرر ہیں، وقت گذر جائے تو نماز قضاء ہو جائے گی، وقت سے پہلے پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہی نہ ہوگی، روزہ بھی وقت سے متعلق ہے، دو منٹ پہلے افطار کرلے تو روزہ درست نہیں ہوگا، دو منٹ بعد سحری کھائیں تب بھی روزہ فاسد ہو جائے گا، حج بھی پانچ مقررہ ایام میں کیا جاتا ہے اور حج کے تمام افعال کے لئے ایام و اوقات مقرر ہیں، زکوٰۃ کا تعلق بھی مال پر سال گذرنے سے ہے، عجیب بات ہے کہ جس دین میں وقت کا اتنا پاس و لحاظ ہو، اسی دین کے ماننے والوں میں وقت کی اس درجہ ناقدری اور ناحق شناسی یہ سب باتیں وعدہ خلافی میں داخل ہیں!

ہم جب کسی ملک کی شہریت اختیار کریں تو یہ اس ملک کے قوانین پر عمل کرنے کا عہد کرنا ہے؛ لہٰذا جب تک وہ قوانین اسلامی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں یا صریحاً ظلم پر مبنی نہ ہو ان قوانین کا پابند رہنا ہم پر واجب ہے اور اس کی رعایت نہ کرنا ملک کے ساتھ کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی ہے، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے — غرض، سماجی زندگی میں ہم ہر جگہ ایک عہد کے پابند ہیں، بعض عہد ہم اپنی زبان سے کرتے ہیں، بعض عہد ملک کے شہری ہونے کے لحاظ سے از خود ہم سے متعلق ہو جاتا ہے، بعض عہد کسی معاملہ کی وجہ سے شرعاً ہمارے ذمہ ہوتا ہے اور بعض سماج کے عرف و رواج کی بنیاد پر بھی ہمارے لئے واجب العمل ہوتا ہے، ہم پر ان سب کی پاسداری ضروری ہے، مگر زندگی کے کتنے ہی مراحل میں ہم اپنے عہد و پیمان توڑتے ہیں اور وعدے وفا نہیں کرتے، اس پر دقتِ نظر کے ساتھ غور کرنے اور وعدہ خلافی و بدعہدی کے گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے۔

بقیہ: امیر شریعت سادس ....

حضرت امیر شریعت سادسؒ نے وفاق کے دستور سے ''خودمختار'' کے لفظ کو ہٹانے کی تجویز رکھی تھی، ان کی خواہش یہ تھی کہ خودمختار کا لفظ ہٹ جانے سے وفاق کی حیثیت امارت شرعیہ کے ایک شعبہ کی ہو جائے گی؛ چنانچہ مجلس شوریٰ مجلس عاملہ کی میٹنگوں میں وفاق کی رپورٹیں شعبہ کی طرح ہی پیش کی جاتی ہیں اور رپورٹ پر بحثیں بھی ہوتی ہیں، موجودہ امیر شریعت کے اصولی طور پر اسے امارت کے ایک شعبہ کے طور پر تسلیم کرنے کے باوجود اس کی حالت آج بھی ''نیم دروں نیم بروں'' جیسی ہے، جس کی وجہ سے وفاق کا کام جس بڑے پیمانے پر آگے بڑھنا چاہیے وہ نہیں ہو پا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت سادس کی وفاق المدارس سے متعلق خدمات کا خصوصیت سے بہترین اجر عطا فرمائے اور ہمیں ان اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق دے، جو حضرت نے اپنے خطاب میں بارہا ارشاد فرمائے۔ آمین یارب العالمین

Scanned with CamScanner

اسلامی قانون کی خصوصیت اور اس کا سب سے بڑا امتیاز

مولانا محمد عیسیٰ منصوری، لندن

اسلام کی بنیاد خدا کی وحدانیت اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان برابری و مساوات کے عقیدہ پر قائم ہے ایک مسلمان کے لئے جس طرح خدا کی ہستی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح دنیا کے ہر انسان کے لئے (بلا تفریق نسل وعقیدہ) عزت واحترام، مساوات و برابری اور جان و مال، عزت وآبرو کے تمام مساوی حقوق پر ایمان لانا ضروری ہے اسلام نے بلا تفریق مذہب وعقیدہ، مہذب و غیر مہذب سب ہی کو یکساں واضح معین قانون، قرآن کی شکل میں دیا، پہلے دن سے مکہ کے اعلیٰ ترین خاندان کے کسی فرد کو حتی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حقوق قرآن نے دیئے بعینہ وہی تمام حقوق حبشہ کے غیر مہذب کالے غلام کو بھی حاصل رہے، اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن قرآن کے الہامی ہونے کا اعتراف کرتا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن کا ضابطہ وقانون غیر واضح غیر معین ہے یا طے شدہ نہیں ہے یا قرآن میں کسی جگہ بھی رنگ ونسل، عقیدہ مذہب کے اعتبار سے بنی نوع انسان کے درمیان کوئی تفریق ہوئی ہے، قرآن کا آغاز ہی مہذب ومعین قانون سے ہوا، اسلام نے قرآن کو بھی حکمران یا زور آور فاتح کی منشا، ومرضی یا صوابدید پر نہیں چھوڑا، اسلام کے ضابطہ قوانین میں صوابدیدی اختیارات کا سرے سے کوئی خانہ ہی نہیں ہے، قرآن کے واضح ومعین قوانین میں ادنی ترمیم وتنسیخ کا حق کسی بڑے سے بڑے حکمران حتی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک کو حاصل نہیں، صوابدیدی اختیارات کے خاتمہ کی ایسی مثال دنیا کی کوئی قوم کوئی تہذیب یا کوئی آئین و دستور نہیں پیش کرسکتا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح اعلان کیا کہ چوری کی جو سزا ایک معمولی شہری کے لئے ہے وہی میری محبوب ترین بیٹی کے لئے ہوگی آج مغربی فلسفہ وتمدن کے تحت سربراہ مملکت ہر قسم کے مجرموں حتی کہ قاتلوں تک کو معاف کرسکتا ہے جبکہ اسلام میں معافی کا حق صرف مقتول کے ورثا کو یا ان لوگوں کو حاصل ہے جن کے ساتھ زیادتی کی گئی نہ کہ کسی بڑے سے بڑے حکمران کو۔

دنیائے انسانیت کے لئے پہلا مساوات وبرابری کا تحریری دستور: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کے قیام کے وقت جو میثاق (معاہدہ) دیگر اقوام (یہودی) بت پرست، عیسائی وغیرہ سے کیا تھا خوش قسمتی سے اس تاریخی معاہدے (میثاق مدینہ) کا پورا متن محفوظ ہے جس کی 25 دفعات ہیں، عصر حاضر کے مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) نے اپنی مشہور انگریزی کتاب میں اسے بجا طور پر دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے بلکہ یہ میثاق کسی ریاست کے تحریری دستور سے آگے بڑھ کر ہے اس میں بہت سی دفعات بین الاقوامی قانون کی بھی ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے تمام معاہدوں کی دستاویزات بھی خوش قسمتی سے آج تک محفوظ ہیں جن میں اس دور کی پوری مہذب دنیا (ایشیا، افریقہ، رومن) تینوں براعظموں کی اقوام و مذاہب اور تمام تہذیبوں کو مکمل مساوات و برابری کے حقوق دیئے گئے ہیں ان تمام دستاویزات کو عصر حاضر کے معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے چھ جلدوں میں مرتب کر کے شائع کردیا ہے جو دنیا کی ہر بڑی زبان میں دستیاب ہے، مسلمانوں نے ہر دور میں قرآن کے ضابطہ قوانین پر من وعن عمل کیا چنانچہ دور فاروقی میں سپہ سالار اسلام حضرت ابوعبیدہ بنفس نفیس افواج اسلامی کی کمان کرتے ہوئے صلح سے شام کا مشہور شہر دمشق فتح کرتے ہیں، دوسری طرف سے فاتح عالم حضرت خالد بن ولیدؓ اس شہر میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں دونوں کے گھوڑے جہاں آکر ملتے ہیں وہ شہر کے درمیان سب سے بڑا گرجا گھر ہے، قرآن کے قانون (بین الاقوامی) کی دفعات پر منٹوں میں عمل درآمد ہو جاتا ہے شہر کے بیچوں بیچ لکیر کھینچ دی گئی آدھا شہر جو طاقت سے فتح ہوا تھا اس پر اسلام کے قوانین نافذ ہوتے ہیں اور آدھا شہر جو صلح سے فتح ہوا اس پر بدستور رومن امپائر کے عیسائی قوانین نافذ رہتے ہیں جب اسلامی قوانین والا حصہ زیادہ عدل و انصاف، زیادہ مساوات وامن کا مظہر بنا تو عیسائی رعایا کے پرزور مطالبہ پر اس حصہ پر اسلامی قوانین کا نفاذ ہوا کیا اس کی کوئی نظیر مغرب کی یا انسانیت کی پوری تاریخ میں پیش کی جاسکتی ہے۔

اسلامی قانون کی خصوصیت اور سب سے بڑا امتیاز: اسلامی قانون کا امتیاز اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ قانون بنیادی طور پر غیر سرکاری قانون ہے جس کے بنانے مرتب کرنے اور توسیع دینے میں کبھی کسی ریاست یا حکمران کی مداخلت نہیں ہوئی بظاہر یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے، دنیا کے قانون کی پوری تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ دنیا میں پہلے کوئی ریاست وجود میں آتی ہے پھر وہ قانون بناتی ہے لیکن اسلام میں قانون پہلے وجود میں آیا، قرآن کے نزول کے ساتھ ساتھ قانون مرتب ہونا شروع ہوا ریاست بعد میں آئی تا کہ اس قانون کو نافذ کرے اور اس کی حفاظت کرے اسلامی ریاست کا قانونی جواز ہی اس وقت تک ہے جب تک وہ اس قانون کو نافذ کرتی ہے بصورت دیگر ریاست اپنا مقصد اور قانونی جواز کھو بیٹھتی ہے، حضرت امام ابوحنیفہ کو دنیا کے عظیم ترین قانونی دماغوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کی تعبیر قانون کو بارہ سو سال سے اسلام اور مسلمانوں کا دوتہائی کے قریب حصہ تسلیم کرتا ہے وہ کسی پارلیمنٹ کے رکن نہیں تھے حضرت امام احمد بن حنبل کی زبان وقلم سے نکلا ہوا ہر لفظ آج سعودی حکومت میں قانون کا درجہ رکھتا ہے ان کو کسی حکمران نے مجلس قانون ساز کا رکن منتخب نہیں کیا تھا اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں قانون سازی پر بھی ریاست وحکومت کی اجارہ داری نہیں رہی بلکہ فقہائے اسلام کی آراء، ان کے غور وفکر کے عمومی عمل کے ذریعہ قانون وجود میں آتا رہا اور عوامی عمل کے ذریعہ ہی فقہائے اسلام کے اجتہادات اور کاوشوں کو ہر دور میں قانونی شکل دی گئی اسلامی تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ کسی معاملہ میں حکومتوں اور فرمانرواؤں نے ایک رائے قائم کی اور اصحاب علم وتقوی نے اس کے خلاف رائے دی مسلم عوام نے ہمیشہ ہی حکومتوں کی رائے مسترد کر کے اصحاب علم وتقوی کی رائے کو اختیار کیا۔

قانون کی تاریخ میں پہلی بار فقہائے اسلام نے بین الاقوامی قوانین کو ایک الگ شعبہ علم کے طور پر متعارف کیا چنانچہ دوسری صدی ہجری (آٹھویں ونویں صدی عیسوی) سے پہلے دنیا انٹرنیشنل لاء کے تصور سے واقف نہیں تھی کہ قانون کے دو شعبہ ہیں (ا) ملکی قانون (۲) دوسرے بین الاقوامی قانون، بین الاقوامی قانون کے بانی مسلمان فقہاء ہیں مغرب سترہویں صدی عیسوی کے ڈچ قانون دان ہیگو گروشیش کو بین الاقوامی قانون کا بانی قرار دیتا ہے جبکہ اس کی پیدائش سے تقریباً 866 سال پہلے امام محمد بن حسن شیبانی نے سیر کبیر و جامع کبیر کے نام سے بین الاقوامی قانون کے موضوع پر مفصل کتاب لکھی جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے اور اس وقت سے آج تک برابر ہر دور میں اسے پڑھا اور پڑھایا جاتا رہا اور اس سے بھی پہلے امام ابو یوسفؒ کی کتاب الخراج انٹرنیشنل لاء پر نہایت جامع ومفصل کتاب ہے اور اس سے بھی پہلے سیر شافعیؒ، سیر اوزاعی، سیر ابوحنیفہؒ بین الاقوامی قانون کے موضوع پر وجود میں آچکی تھیں۔

مغرب کی فطرت ونفسیات ہے کہ وہ جس چیز کو نہیں جانتا اس کے وجود ہی سے انکار کر دیتا ہے وہ نسلی احساس برتری کے تحت اپنے ہی کو پوری دنیا سمجھتا ہے یہاں بھی یہ ہوا اپنی جہالت سے مغرب نے 8/9 صدیوں بعد کے ہیگو گروشیش کو بین الاقوامی قانون کا بانی قرار دے دیا۔

فلسفہ قانون اور عدل وانصاف کی ضرورت کیوں؟ عدل وانصاف یا قانون کی ضرورت کمزور مظلوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے اسلام کا ضابطہ قانون ہمیشہ ترجیحی طور پر کمزور ومظلوم کی پشت پر کھڑا ہوتا ہے چنانچہ اسلامی شریعت کے سب سے بڑے مزاج شناس خلیفہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اقتدار سنبھالتے ہی اعلان کیا تم میں سے مظلوم وکمزور میرے نزدیک طاقت ور ہے جب تک میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور سوسائٹی کا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس سے کمزور کا حق نہ وصول کرلوں قانون وانصاف کی اصل روح یہی ہونی چاہئے کہ وہ کمزور و مظلوم کا محافظ ہو، نہ کہ طاقت ور کا حامی، اگر قانون بھی طاقتور کی تائید کرنے لگے تو کمزور ومظلوم کو کبھی انصاف نہیں مل سکتا مظلوم کے سارے سہارے ختم ہو جاتے ہیں، آج دنیا میں یہی ہو رہا ہے سب سے نمایاں مثال اقوام متحدہ کی ہے جس نے ویٹو کے نام سے طاقت ور اقوام کو سارے حقوق الاٹ کرر کھے ہیں آج تک کوئی کمزور قوم اقوام متحدہ سے اپنا حق وصول نہیں کرسکی، اقوام متحدہ نے 1948ء میں جو انسانی حقوق کا چارٹر بنایا اس میں سب انسانوں اور اقوام کے مساوی حقوق کا ذکر ہے یہ چارٹر کمزور اقوام کو دھوکہ دینے کے لئے محض ایک شو ثابت ہوا ہے اقوام متحدہ نے اپنے اس چارٹر پر کبھی طاقت ور اقوام سے عمل نہیں کروایا کمزور اقوام جیسے بوسنیا، چیچنیا، فلسطین، عراق، افغانستان ہمیشہ اس چارٹر کی دہائی دیتی رہی مگر اقوام متحدہ مغرب کی طاقت ور اقوام کے ہاتھوں کھلونا بنی رہی UNO کے پلیٹ فارم سے ہمیشہ طاقت ور اقوام نے کمزور اقوام کے حقوق ہڑپ لئے ہیں اور UNO نے بے بسی کا مظاہرہ کیا ہے، اب یہ حقیقت دنیا پر پوری طرح آشکار ہو چکی ہے کہ مغرب کی طاقت ور اقوام، انسانی حقوق، مساوات و برابری، عدل وانصاف کے خوشنما وخوبصورت الفاظ محض دنیا کی کمزور اقوام کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتی رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ انجمن اقوام (نیشن لیگ) پہلی جنگ عظیم کے مغربی فاتحین کے مفادات کی تکمیل اور مفتوحہ ممالک کے اموال و جائداد کے بٹوارے کے لئے مغرب نے وجود میں لائی تھی اور UNO کا ادارہ دوسری جنگ عظیم کے بعد اپنی مقاصد واغراض کے لئے وجود میں لایا گیا چنانچہ پہلا کام اس ادارہ سے جاپان، ترکی وفرانس کی غلامی پر مہریں لگوانے اور عربوں کے علاقوں کی بندر بانٹ کا لیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ آج مغرب میں میونسپل لاء (مقامی قوانین) کے تحت جو حقوق حاصل ہیں اسلام نے یہ تمام حقوق بلکہ اس سے بھی آگے اپنے انٹرنیشنل لاء میں دے دیئے تھے ابھی مغرب کو وہاں تک پہنچنے میں صدیاں درکار ہیں بلکہ شاید مغرب وہاں کبھی نہ پہنچ سکے کیونکہ ایک تو اس کی سرشت فطرت میں نسل پرستی داخل ہے دوسرے دوبارہ مغربی اقوام کی ناک میں نسل پرست صہیونیوں نے اپنی غلامی کی نکیل ڈال دی ہے عصر حاضر کی عالم گیریت درحقیقت نسل پرست صہیونی عالمگیریت ہے جس کا مقصد پوری انسانیت کو آل یعقوب (بنی اسرائیل) کی نسل پرست وانسانیت دشمن غلامی میں جکڑنا ہے، عصر حاضر میں امریکہ یورپین اقوام وسربراہوں کی حیثیت صہیونیوں کے چاکر اور غلاموں سے زیادہ نہیں یہ وقت کا سب سے بڑا خطرہ اور المیہ ہے اگر دنیا کی اقوام اور تہذیبوں نے بیدار اور متحد ہو کر بروقت نوٹس نہیں لیا تو اندیشہ ہے کہ دنیا پر عالمگیریت کے نام پر یورپ کے قرون مظلمہ Dark Ages کے نسل پرستانہ قوانین نافذ نہ ہو جائیں۔

کامیاب زندگی گزارنے کی بنیادی شرطیں

شریفانہ انسانی زندگی گزارنے کا بنیادی فن خدا ترسی، انسان دوستی، ضبط نفس کی ہمت وصلاحیت، ذاتی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت، انسانیت کا احترام انسانی جان و مال، عزت وآبرو کے تحفظ کا جذبہ، حقوق کے مطالبہ پر ادائے فرض کو ترجیح، مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت وحفاظت، اور ظالموں اور طاقتوروں سے پنجہ آزمائی کا حوصلہ، ان انسانوں سے جو دولت و وجاہت کے سوا کوئی جوہر نہیں رکھتے، عدم مرعوبیت و بے خوفی، ہر موقعہ پر اور خود اپنی قوم اور اپنی جماعت کے مقابلہ میں کلمہ حق کہنے کی جرات اور اپنے پرائے کے معاملہ میں انصاف اور ترازو کی تول، کسی دانا بینا طاقت کی نگرانی کا یقین اور اس کے سامنے جواب دہی اور حساب کا کھٹکا ہے، یہی صحیح، خوشگوار اور بے خطر اور کامیاب زندگی گزارنے کی بنیادی شرطیں، اور ایک اچھے وخوش اسلوب معاشرہ اور ایک طاقتور ومحفوظ و باعزت ملک کی حقیقی ضرورتیں اور اس کے تحفظ کی ضمانتیں ہیں۔ (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

نیتن یاہو کے قتل کی منصوبہ بندی، ایک اسرائیلی شہری گرفتار

اسرائیل میں پولیس نے ایک ایسے شہری کو گرفتار کیا ہے جسے مبینہ طور پر ایران نے وزیر اعظم بینجمن نیتن یاہو سمیت اعلیٰ اسرائیلی عہدیداروں کے قتل کی منصوبہ بندی کے لیے بھرتی کیا تھا، یہ بات اسرائیلی پولیس اور داخلی سکیورٹی ایجنسی شن بیت کی طرف سے بتائی گئی، اس حوالے سے جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا ہے، "ایرانی انٹیلیجنس نے اسرائیلی شخصیات کے قتل کے حوالے سے ایک اسرائیلی شہری کو بھرتی کیا تھا، اسے دو بار ایران لے جایا گیا اور مشن کی تکمیل کے لیے اسے ادائیگی کی گئی۔'' (ڈی ڈبلیو)

پیجرز کے بعد واکی ٹاکیز دھماکے: نو لبنانی ہلاک، تین سو زخمی

لبنان میں بدھ کے روز بھی کئی مقامات سے واکی ٹاکیز دھماکوں سے پھٹنے کی خبریں موصول ہوئی ہیں، جن میں نو افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے، منگل کے روز پیجرز دھماکوں میں بھی 12 افراد ہلاک اور 2800 سے زائد زخمی ہو گئے تھے، لبنانی دارالحکومت بیروت سمیت کئی دیگر شہروں سے بدھ کے روز مسلسل دوسرے دن بھی چھوٹے الیکٹرانک آلات کے دھماکوں سے پھٹنے کی خبریں ملی ہیں۔ اس مرتبہ یہ آلات الیکٹرانک پیجرز نہیں بلکہ واکی ٹاکیز اور دیگر الیکٹرانک آلات تھے، لبنان کے سرکاری میڈیا اور لبنانی ملیشیا حزب اللہ کے عہدیداروں نے دعویٰ کیا ہے کہ تازہ پیش رفت میں ہونے والے دھماکوں کا ذریعہ واکی ٹاکیز اور شمسی توانائی سے چلنے والے آلات کو نشانہ بنایا گیا، لبنانی وزارت صحت کے مطابق ان نئے دھماکوں میں کم از کم نو افراد ہلاک اور 300 سے زائد زخمی ہو گئے، طبی ذرائع نے بھی ایسے ہی اعداد و شمار بتائے ہیں تاہم دیگر ذرائع سے ان کی تصدیق ابھی باقی ہے (ڈی ڈبلیو)

شیخ حسینہ کے بعد امریکہ بنگلہ دیش کے استحصال کے درپے

سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ کے ہندوستان فرار ہونے کے بعد امریکہ یونس حکومت کے ساتھ اقتصادی مذاکرات کرنے کے لیے ایک وفد ڈھاکہ بھیجے گا، فنانشل ٹائمز نے منگل کو اطلاع دی ہے کہ امریکہ اگلے ہفتے کے اوائل میں محمد یونس سمیت بنگلہ دیش کی عبوری حکومت کے ساتھ اقتصادی مذاکرات کرنے جا رہا ہے اور اس طرح سے وہ دنیا میں کپڑا برآمد کرنے والے ایک بڑے ملک سے قربت بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے، اس رپورٹ کے مطابق ڈھاکہ میں 14 اور 15 ستمبر کو ہونے والے مذاکرات شیخ حسینہ کی قیادت میں سابقہ حکومت کے خاتمے کے بعد امریکہ اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے پہلے اعلیٰ سطحی اقتصادی مذاکرات ہیں، بنگلہ دیش کو کبھی خطے کے اہم معاشی ملک کے طور پر دیکھا جاتا تھا؛ لیکن کوویڈ 19 وبا اور یوکرین جنگ کی وجہ سے عالمی مالیاتی بازار میں بحران کی وجہ سے اس نے سن 2022 میں آئی ایم ایف سے 4.5 ارب ڈالر کی مالی امداد کی درخواست کی تھی اور اب توقع ہے کہ امریکہ کے ساتھ بات چیت میں مالیاتی اور مانیٹری پالیسیوں کے ساتھ ساتھ مالیاتی نظام کی اصلاح پر بھی گفتگو ہوگی، واضح رہے ہندوستان فرار ہونے کے کچھ عرصے بعد، اپنے ایک رشتہ دار کے نام پیغام میں شیخ حسینہ نے اپنی حکومت کے خاتمے کا سبب امریکہ کو قرار دیا تھا (ارنا)

سعودی عرب کیخلاف ابلاغی مہم پر یورپی عدالت میں مقدمہ

سعودی سرمایہ کار ڈاکٹر احمد البوقری نے الجزیرہ چینل اور ترک میڈیا کے خلاف انسانی حقوق کی یورپی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، پہلی سماعت جمعرات کو فرانس میں ہوگی، مکہ اخبار کے مطابق البوقری نے سعودی عرب کی تصویر مسخ کرنے اور سعودی شہریوں کو بدنام کرنے کیلئے من گھڑت خبریں اور جھوٹی رپورٹوں پر قطری اور ترکی میڈیا کے خلاف یورپی عدالت سے رجوع کیا ہے، مقدمہ عام سعودی شہری کی حیثیت میں دائر کیا گیا، یورپی عدالت نے دعویٰ منظور کرتے ہوئے تمام متعلقہ فریقوں کو عدالت میں خود پیش ہونے یا اپنا نمائندہ بھیجنے کی ہدایت جاری کر دی، قطر اور ترکی کے حکام نے قانونی ٹیمیں فرانس بھیج دیں،، البوقری نے بتایا کہ انہوں نے قانونی ٹیم تیار کر لی ہے، فرانس اور لبنان کے وکلاء کی خدمات حاصل کی ہیں، علاوہ ازیں سعودی وکیل خالد ابوراشد اور کئی سعودی وکلا بھی عدالت میں پیش ہونگے، البوقری نے بتایا کہ یورپی عدالت کو تمام دستاویزات اور دعوے کے حق میں ثبوت پیش کر دیئے، وکلاء کی ٹیم مزید دستاویزات پیش کرنے کیلئے تیاری کر چکی ہے، مقدمہ دائر کرنے کا مقصد قطر اور ترکی کے ذرائع ابلاغ سے سعودی عوام وحکومت کے خلاف تشہیری مہم پر کھلی معذرت کرانا ہے (الجزیرہ)

'تکرار کے بعد' امریکہ کی عدالت میں پولیس افسر کے ہاتھوں جج کا قتل

امریکہ میں ایک پولیس افسر کو عدالت میں جج کو قتل کرنے کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے، فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق واقعہ جمعرات کو جنوبی ریاست کینٹکی میں پیش آیا، رپورٹ میں ایک مقامی اخبار دی لوئز ویلے کوریئر جرنل کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ واقعہ کے بعد کاؤنٹی لیچر کے پولیس افسر مکی سٹائنز کو گرفتار کر لیا گیا جن کا لیچر کی عدالت میں جج پر فائرنگ کے واقعے سے تعلق ہے، حاکم نے کہا ہے کہ پولیس افسر کو فرسٹ ڈگری قتل کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے، پولیس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے جاری کیے گئے خط میں پولیس کے ترجمان کا کہنا ہے کہ عدالت میں مکی سٹائنز اور 54 سالہ جج کیون مُلنز کے درمیان تکرار ہوئی، تاہم ابتدائی تحقیقات میں قتل کا اصل مقصد واضح نہیں کیا گیا ہے، کینٹکی کے گورنر اینڈی بیشیئر نے ایکس پر ایک پوسٹ کے ذریعے فائرنگ کے واقعے کی تصدیق کی ہے، انہوں نے لکھا کہ 'افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت جج کو فائرنگ کر کے ان کے چیمبر میں قتل کر دیا گیا ہے، انہوں نے مزید لکھا کہ 'اس دنیا میں بہت زیادہ تشدد ہے اور دعا گو ہوں کہ بہتر مستقبل کے لیے راستہ نکلے۔' بندوق کے ذریعے تشدد کے واقعات امریکہ میں کوئی نئی بات نہیں ہے، یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں لوگوں کی تعداد سے زیادہ تعداد میں آتشیں اسلحہ موجود ہے (الجزیرہ)

تعلیم و روزگار

انڈین ریلوے نے گریجویٹ کے لئے 8113 عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا

ریلوے بھرتی بورڈ نے نان ٹیکنیکل پاپولر کیٹیگری میں گریجویٹ عہدوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت 8113 اسامیاں پُر کی جائیں گی، ان میں چیف کمرشیل کم ٹکٹ سپروائزر، اسٹیشن ماسٹر، گڈز ٹرین منیجر، جوائنٹ اکاؤنٹ اسسٹنٹ کم ٹائپسٹ اور سینئر کلرک کم ٹائپسٹ کے عہدے شامل ہیں، دلچسپی رکھنے والے امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 13 ر اکتوبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 500 روپے ہے، ST / SC زمرہ، سابق فوجی، خواتین، ٹرانس جینڈر، اقلیتی یا اقتصادی طور پر پسماندہ طبقے (EBC) کے لیے 250 روپے ہے، آن لائن فیس کی ادائیگی کی آخری تاریخ: 15 اکتوبر 2024 ہے، سرکاری ویب سائٹ: indianrailways.gov.in

انڈو تبتی بارڈر پولیس فورس (ITBP) میں 819 اسامیوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب

انڈو تبتی بارڈر پولیس فورس (ITBP) نے 819 اسامیوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، یہ بحالیاں کانسٹیبل (کچن سروس) کے عہدوں پر کی جائیں گی، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ یکم ر اکتوبر 2024 ہے، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے، ST / SC، خواتین اور سابق فوجیوں کے لیے مفت ہے، سرکاری ویب سائٹ: www.itbpolice.nic.in اور ہیلپ لائن نمبر: 011-24369482، 011-24369483، ای میل آئی ڈی: comdtrect@itbp.gov.in

سنٹرل سیکورٹی فورسز میں 39,481 اسامیوں پر بحالی کے لئے درخواست دیں

اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) نے سنٹرل سیکورٹی فورسز میں 39,481 اسامیوں پر 10 ویں پاس نوجوانوں کی بحالی کا اعلان کیا ہے، اس کے تحت آرمڈ پولیس فورسز (سی اے پی ایف) اور سیکریٹریٹ سیکورٹی فورس (ایس ایس ایف) میں کانسٹیبل (جنرل ڈیوٹی)، آسام رائفلز میں رائفل مین (جنرل ڈیوٹی) اور نارکوٹکس کنٹرول بیورو میں کانسٹیبل کے عہدوں پر تقرریاں ہوں گی، بارڈر سیکورٹی فورس (BSF) میں زیادہ سے زیادہ 15654 اسامیاں بھری جائیں گی، پوسٹس کی تعداد میں اضافہ/کم ہو سکتا ہے۔ امیدوار 14 ر اکتوبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے، ST / SC زمرہ، خواتین اور سابق فوجیوں کے لیے مفت ہے، فیس کی ادائیگی کی آخری تاریخ: 15 اکتوبر 2024 ہے، فیس آن لائن موڈ کے ذریعے ڈیبٹ/کریڈٹ کارڈ یا نیٹ بینکنگ کے ذریعے ادا کرنی ہوگی، درخواست فارم میں تصحیح/ترمیم کرنے کی تاریخیں: 05 نومبر تا 07 نومبر 2024 ہے، سرکاری ویب سائٹ: ssc.gov.in ہے۔

انڈین نیوی میں 250 آفیسر کی بحالیاں

انڈین نیوی نے ایگزیکٹو، ایجوکیشن اور ٹیکنیکل برانچ/کیڈر میں 250 افسران کی بحالی کے لیے غیر شادی شدہ مرد اور خواتین امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں، ان تینوں شاخوں میں تقرریاں ذیلی شاخوں کی بنیاد پر ہوں گی، یہ تقرریاں شارٹ سروس کمیشن کے لیے جون-2025 بیچ میں ہوں گی، دلچسپی رکھنے والے امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی آخری تاریخ 29 ستمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ www.joinindiannavy.gov.in پر جائیں، ای میل آئی ڈی: officer@navy.gov.in

میڈیکل آفیسر کی 895 اسامیوں پر مستقل بحالی کے لیے درخواستیں طلب

مدھیہ پردیش پبلک سروس کمیشن (MPPSC) نے میڈیکل آفیسر کی 895 اسامیوں پر مستقل بحالی کے لیے درخواستیں طلب کرتے ہوئے اشتہار جاری کیا ہے، منتخب امیدواروں کو پبلک ہیلتھ اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں تعینات کیا جائے گا، اس کا اشتہار نمبر 09 / 2024 ہے، تمام قسم کے تحفظات کا فائدہ صرف مدھیہ پردیش کے اصل باشندوں کو ملے گا، دیگر ریاستوں کے تمام زمروں کے امیدوار غیر محفوظ زمرہ میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار 29 ستمبر 2024 تک آن لائن درخواست فارم بھر سکتے ہیں، درخواست کی فیس 500 روپے ہے، ایم پی کے رہائشی ایس سی/ایس ٹی زمرہ، او بی سی زمرہ، ایس سی اور دیویانگ کے لیے 250 روپے ہے، پورٹل فیس 40 روپے ہوگی، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ: mppsc.mp.gov.in پر جائیں، ہیلپ لائن نمبر: 0755-6720200

HPCL انسٹی ٹیوٹ میں نوجوان امیدواروں کے لیے مواقع

HPCL راجستھان ریفائنری لمیٹڈ میں جونیئر ایگزیکٹو، انجینئر اور دیگر 100 عہدوں کے لیے اہل امیدواروں سے درخواست طلب کی گئی ہے، درخواست کی فیس 1180 روپے ہے جس کی ادائیگی آن لائن کرنی ہوگی؛ البتہ ST / SC اور جسمانی طور پر معذور امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 04 اکتوبر 2024 ہے، مزید معلومات کے لئے آفیشیل ویب سائٹ www.hrl.in پر جائیں۔

Scanned with CamScanner

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ملی سرگرمیاں

تحفظ اوقاف کانفرنس کو کامیاب بنانے والے تمام احباب اور شرکاء کا شکریہ: محمد شبلی القاسمی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کے مطابق امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ومغربی بنگال کے زیر اہتمام تاریخ ساز ''تحفظ اوقاف کانفرنس'' زیر صدارت مفکر ملت حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر وسکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیاب رہی، جس کے اثرات ان شاءاللہ دیر تک نظر آئیں گے اور اس منفرد نوعیت کی مثالی کانفرنس تاریخ کے زریں صفحات میں لکھی جائے گی، اس کانفرنس کے انعقاد کی ہدایت حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی نے بل آنے سے پہلے ہی کر دی تھی، چنانچہ امارت شرعیہ کے جملہ خدام نے مل کر شب روز لگ کر کانفرنس کی تیاری، ای میل کثرت سے بھجوانے اور اوقاف کے تحفظ کی بیداری مہم چلائی، امارت شرعیہ کی آواز پر خاص طور سے چاروں ریاستوں کے مسلمانان نے مکمل توجہ دی اور اپنی ملی بیداری کا ثبوت دیا، جس کے نتیجہ میں ای میل بھی کثرت سے ہوئے، لوگوں میں اوقاف کی اہمیت اجاگر ہوئی اور کانفرنس کی کامیابی کی فکرمندی بھی پیدا ہوئی، کانفرنس کی تیاریوں کا حضرت امیر شریعت خود جائزہ لیتے رہے، بلکہ کانفرنس کے مقام، مہمانوں کے قیام گاہ کا بھی وہاں پہونچ کر معائنہ کیا اور ضروری ہدایات دیں، کاموں کو مختلف خانوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر ایک کے الگ الگ ذمہ دار بنائے گیے اور سب نے حتی الوسع اپنی ذمہ داریوں کو بہ حسن وخوبی انجام دیا اور تیاریاں مکمل کیں، مسئلہ کی حساسیت، وقف ترمیمی بل کی خطرناکیوں کو ملت اسلامیہ کے لوگوں نے سمجھا اور حضرت امیر شریعت کی آواز پر لبیک کہا، اس طرح تمام لوگوں کے مشترکہ تعاون سے اوقاف کے مسئلہ پر ملک کی سب سے بڑی کانفرنس کامیاب ہوسکی، پندرہ ہزار کے قریب علماء، ائمہ، ڈاکٹرس، وکلاء اور عصری علوم کے ماہرین کا قابل رشک اجتماع ہوا، مجھے اس کا اعتراف ویقین ہے کہ تنہا میری نہیں (جیسا کہ کچھ لوگوں نے اپنی تحریر سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مجھے بالکلیہ اتفاق نہیں ہے) بلکہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی خصوصی فکرمندی اور توجہ کے ساتھ امارت شرعیہ کے تمام رفقاء کار اور ملت کے ہر مخلص فرد کی مخلصانہ کوشش سے کانفرنس تاریخ ساز ہوسکی اور ایک بار پھر مسلمانوں نے اپنی قیادت پر اعتماد کا عملی مظاہرہ کیا، امارت شرعیہ تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہے اور امید کرتی ہے کہ جب بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ کا پیغام آپ کو ملے گا اسی جذبہ ایمانی کا آپ حضرات ثبوت دیں گے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی اس طرز کی کانفرنس دوسری ریاستوں میں بھی منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہمیں اس کے لیے ابھی سے کمربستہ ہونا چاہیے، امارت شرعیہ ملی تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے جنھوں نے اپنے مضبوط اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملت کو اتحاد کا مضبوط پیغام دیا، کانفرنس کے رضا کار حضرات اور ان تمام لوگوں کا امارت شرعیہ شکریہ ادا کرتی ہے، جنھوں نے اپنا قیمتی وقت کانفرنس کے نظم ونسق کی بہتری اور مہمانوں کی سہولیات کے لیے دیا۔

مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی تازہ تصنیف ''نظام اوقاف'' کا رسم اجرا

اس وقت پورے ملک میں اوقافی جائیدادوں کے تحفظ کو لیکر پوری ملت میں بے چینی پائی جارہی ہے، کیوں کہ مرکزی حکومت نیا وقف ترمیمی بل لاکر اوقاف کی جائیدادوں کو مسلمانوں سے چھیننے اور ہڑپنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے، جو نہایت ہی خطرناک ہے اس سے وقف کا مقصد فوت ہوجائے گا اور حکومت کیلئے موقوفہ جائیدادوں پر قابض ہونے کا راستہ کھل جائے گا اس کے خلاف پورے ملک میں احتجاجی کانفرنسیں ہورہی ہیں اس پس منظر میں اوقاف کی اہمیت وافادیت پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی طرف کی جانے والی اقدامی کوششوں سے واقف کرانے کیلئے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی صاحب نے نظام اوقاف، اہمیت، تاریخ، احکام، قانون، وقف ترمیمی بل ۲۰۲۴ء اور امارت شرعیہ کی جدوجہد کے موضوع پر ایک نئی کتاب مرتب کی ہے جس میں وقف کی شرعی حیثیت اس کے احکام وشرائط پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اور ہندوستان کے مختلف ادوار میں اس کے حکومتی قوانین اور وقف بل ۲۰۲۴ء کی خطرناکیوں کو شرعی وآئینی نقطہ نظر سے بیان کیا ہے، کتاب کی افادیت ونافعیت کے پیش نظر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کے زیر اہتمام منعقد تحفظ مدارس کنونشن میں حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے مبارک ہاتھوں سے اجرا ہوا۔ جس میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب، مولانا ابوالکلام شمسی قاسمی صاحب، مولانا رضوان احمد اصلاحی صاحب، حضرت مولانا اظہر صاحب مظاہر شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب، مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا مفتی سہراب ندوی صاحب، مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی صاحب، مولانا محمد خالد نیموی صاحب مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے کتاب کی رونمائی کی اور شرکاء سے اس کتاب کے مطالعہ کی تلقین کی۔ امید ہے کہ اصحاب ذوق اور اوقاف کے تحفظ کیلئے فکرمند حضرات کتاب سے ضرور استفادہ کریں گے، واضح رہے کہ مولانا موصوف کی کئی کتابیں مختلف عناوین پر قبل سے موجود اور مقبول ہیں، اس موقع پر امارت شرعیہ کے سابق نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کی حیات وخدمات پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ تکان نا آشنا نیز مولانا مفتی عین الحق صاحب کی کتاب ''بڑی ہے داستاں ان کی'' کا بھی رسم اجرا حضرت امیر شریعت اور مجلس میں موجود تمام شرکا کے ہاتھوں ہوا۔

صوبائی اسمبلی انتخابات بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیے اگنی پریکشا

صفدر امام قادری

پارلیمنٹ انتخاب میں بھارتیہ جنتا پارٹی نے جن مشکلوں سے حلیف جماعتوں کی مدد سے تیسری بار اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی، اسی وقت سے اس بات کا اندازہ لگنے لگا تھا کہ اس نام نہاد دنیا کی سب سے عظیم سیاسی قوّت اب ڈھلان پر ہے اور غروب کا وقت بہ تدریج قریب آرہا ہے۔ سرکار بچالینا اور جیسے تیسے بنا لینا ایک الگ کام ہے مگر اپنی سیاسی طاقت میں گراوٹ کے آثار جب عوامی سطح پر نظر آنے لگیں تو وقت کی دیوار پر لکھی عبارتوں کو بہ غور ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کچھ دنوں پہلے تک یہ بات عام تھی کہ کارکردگی کی سطح پر بھارتیہ جنتا پارٹی جو کچھ کرے، اسے کسی نہ کسی جملے یا نعرے کی بنیاد پر ووٹ لینا آتا ہے مگر اس انتخاب میں یہ متھ ٹوٹ گیا اور سرکار میں قائم رہنے کے لیے بھارتیہ جنتا پارٹی کو اچھا خاصا پسینا بہانا پڑا۔ کہتے ہیں کہ بہت سارے معاملات میں چندر بابو نائڈو اور نتیش کمار کی وجہ سے پریشانیاں ابھر کر سامنے آتی رہتی ہیں اور یہ خوف ستاتا رہتا ہے کہ یہ حضرات کبھی دھوکا نہ دے دیں اور من پسند موقعے سے سرکار گرادینے کے لیے کوشاں نہ ہوجائیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کو خوب معلوم ہے کہ اتحادی حکومتوں کے کون سے مسائل ہیں۔ اَٹل بہاری واجپئی کے زمانے میں جے للیتا اور ممتا بنرجی کو سنبھالتے سنبھالتے ان کی سرکار اور سیاست کی ساکھ ہمیشہ داؤں پر لگی رہی۔

بھارتیہ جنتا پارٹی عام طور پر امیج کی سیاست کرتی ہے۔ کسی قائد کی ایک مخصوص پہچان متعین کردی جاتی ہے۔ اس میں اپنی اور مخالفین دونوں کے قائدین قابلِ توجہ ہوتے ہیں۔ لال کرشن اڈوانی سخت گیر لیڈر ہیں اور اَٹل بہاری واجپئی لیبرل یا روادار اور نرم خو لیڈر رہیں۔ نریندر مودی کی طاقت بھی امیج تیار کرکے پہچانی گئی۔ پریس اور میڈیا اور مختلف ایجنسیاں اس کام کے لیے ہمیشہ لگی رہتی ہیں۔ پچھلے الیکشن میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی امیج بلڈنگ دس سال حکومت کرنے کے باوجود اس منزل تک نہیں پہنچاسکی کہ وہ آگے بڑھتے ہوئے نظر آئیں۔ 2019ء میں نہ صرف یہ کہ انھیں ووٹ ملا، سیٹیں بڑھیں بل کہ وہ نئے سنگ ہائے میل نصب کرتے ہوئے نظر آئے مگر اس بار کھیل کچھ بدلتا ہوا نظر آیا اور رفتہ رفتہ ان کی سیٹیں ان کے مخالفین کو ملتی گئیں۔ حد تو یہ ہے کہ ان کے گڑھ اتر پردیش میں ہی ان کی حالت پتلی ہوگئی۔ جہاں کانگریس اور سماج وادی پارٹیوں نے انھیں اپنے پسندیدہ صوبے میں پچھاڑ دیا۔

2024ء کے پارلیمانی انتخاب کے بعد بھارتیہ جنتا پارٹی کا حقیقی امتحان مختلف صوبوں میں ہونے والے اسمبلی انتخابات کے موقعے سے ہونا ہے۔ ہریانہ اور جموں کشمیر کے مراحل تو بس اسی مہینے پیشِ نظر ہے لیکن آیندہ مہاراشٹرا، جھارکھنڈ اور دہلی میں انھیں اپنے دنگل میں اترنا ہے۔ سیاسی مشاہدین نے انتخاب کا اعلان اور مہاراشٹرا کا اس فہرست سے وقتی طور پر نکالا جانا یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی صفوں میں خوف اور شکست کے آثار ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ ان پانچوں ریاستوں کے پانچ برس پہلے کے حالات پر غور کرنے سے بہت ساری باتیں اپنے آپ سمجھ میں آسکتی ہیں۔ ہریانہ میں برابری کا معاملہ تھا مگر جیل، کیش اور حکومت کے جبر میں کسی طرح سرکار بنالی گئی تھی۔ وہ سرکار کئی بار ٹوٹتے ٹوٹتے بچی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کو اپنے وزیرِ اعلا کو بھی تبدیل کرنا پڑا مگر ہریانہ میں ہوائیں بھارتیہ جنتا پارٹی کے خلاف بہہ رہی ہیں۔ کشتی کے کھلاڑی اور ستائے ہوئے لوگ مہینوں بھارتیہ جنتا پارٹی سے لڑتے رہے، کوئی ان کا سننے والا نہیں تھا۔ اب اولمپک کے بعد انھوں نے کانگریس کی رکنیت حاصل کرلی ہے اور اس بات کے کھلے امکانات ہے کہ پورے صوبے میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے اسپورٹس پالیسی اور خاتون کھلاڑیوں کے ساتھ غیر تعظیمانہ برتاؤ پورے طور پر نامناسب فعل ہے۔ عام آدمی پارٹی سے کانگریس کا اتحاد بھی بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیے مشکلات کا ایک نیا سلسلہ شروع کرنے والا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ ہریانہ میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی دوبارہ سرکار بننے سے رہی۔ کارکردگی بھی اوسط سے نیچے تھی اور قومی سطح پر تو اور نقصان ہوا تھا۔ اس لیے ہریانہ میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیے سرکار بنانے اور سیاسی اعتبار سے آبرو محفوظ رکھنے کے امکانات معدوم ہیں۔

جموں کشمیر کی تقسیم در تقسیم اور پانچ برسوں میں میلٹری کے کنٹرول میں رکھنے کے معاملات اتنے شدید ہیں کہ آسانی سے بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیے وہاں کوئی نرم گوشہ دکھائی نہیں دیتا۔ الگ ایک صوبے بنانے سے سے ممکن ہے کہ جموں اور لداخ کے علاقے میں تھوڑی بہت سیٹیں بھارتیہ جنتا پارٹی کو یقینی طور پر ملیں گی مگر کشمیر میں طرح طرح کی داخلی سازشوں اور حکمراں جماعت کی کارستانیوں سے یہ حالات پیدا ہوں گے کہ وہاں کانگریس اور نیشنل کانفرنس بھارتیہ جنتا پارٹی سے مقابلہ کرکے اسے چاروخانے چت کرکے رہیں گے۔ اس طرح ہریانہ کے ساتھ ساتھ جموں اور کشمیر میں بھارتیہ جنتا پارٹی کو شدید نقصان ہونے کے امکانات ہیں۔

مہاراشٹرا میں ہریانہ کے ساتھ ہی الیکشن نہیں کرانے کی واحد وجہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی اپنی سیاسی کارستانیاں ہیں۔ وہاں چنی ہوئی سرکار کو طرح طرح کے گٹھ جوڑ اور پارٹی تبدیل کراکر حکومت بنانے کا جو کھیل تھا (باقی ص:۱۴ ر پر)

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا سید شاہ تقی الدین فردوسی ندوی کا انتقال، ایک بڑا علمی اور روحانی خسارہ: حضرت امیر شریعت

نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ ریاست بہار کے ممتاز بزرگ عالم دین، شیخ طریقت حضرت مولانا محمد تقی الدین ندوی فردوسی ۱۹ ستمبر ۲۰۲۴ء کو طویل علالت کے بعد رب ذوالجلال کے حضور جا پہونچے، انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے وصال پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ حضرت مولانا میں تواضع وانکساری حد درجہ تھی، ان کے اندر اتباع سنت کا ذوق، بدعات وخرافات کی بیخ کنی اور خدمت خلق کے جذبات موجزن تھے، ملت کے ہر مشکل مسائل کے حل کے لیے ہمیشہ فکر مند رہا کرتے تھے، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور یہاں کے اکابر سے ان کا بڑا گہرا عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، اس لیے یہاں کی دعوت پر اکثر تشریف لاتے، داداجان امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ اور والد ماجد حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحبؒ سے بڑا گہرا قلبی لگاؤ تھا، اکثر ان بزرگوں کے تذکرے بھی فرماتے، مولانا شیخ طریقت تو تھے ہی صاحب تصنیف بھی تھے، ان کے پر بہار قلم سے کئی گراں قدر علمی مقالے اور تحقیقی مضامین منظر عام پر آئے جن کی علمی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی، ایسے صوفی باصفا عالم دین کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا بلاشبہ ایک بڑا علمی خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو درجات علیا سے نوازے اور جنت کے باغات میں سرسبز وشاداب رکھے۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بھی مولانا مرحوم کے سانحہ ارتحال پر صدمے کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا کو تصوف اور علم باطن سے گہرا شغف تھا، صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ملفوظات ان کے نوک زبان پر رہا کرتے تھے اور مجلسوں میں برمحل ارشاد فرماتے جس سے محفلوں میں بھی نورانیت کی چادر تن جاتی اور لوگ خوشی ومسرت کا اظہار کرتے، آپ بڑے خلیق تھے ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب نے کہا کہ مولانا نے تعلیم وتدریس کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ان کے اندر تواضع بے انتہا تھی، نام ونمود اور شہرت سے بہت متنفر رہا کرتے تھے، باوجود اس کے بلند پایہ عالم دین تھے؛ لیکن گوشۂ گمنامی کو ترجیح دی، ادھر چند ماہ سے علیل تھے، مختلف عوارض نے انھیں گھیر رکھا تھا، دوا وعلاج جاری تھا، مگر وقت موعود آپہنچا اور جان جان آفریں کو سپرد کردی۔ انھوں نے کہا کہ مولانا سے میرے دیرینہ تعلقات تھے، ملاقات کی راہیں اکثر نکل آیا کرتی تھیں، علمی مجالس میں سیمیناروں میں اور ملی اداروں کی نشستوں میں سلام ومصافحہ ہوتا تھا، پرتپاک انداز میں ملاقات کرتے تھے، اللہ تعالیٰ مولانا کے حسنات کو قبول فرمائے، پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے اور ملت کو ان کا نعم البدل عطا کرے آمین۔ امارت شرعیہ کے جملہ ذمہ داران وکارکنان اس سانحہ سے کبیدہ خاطر ہیں اور حضرت مولانا کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

کمسن سپہ سالار نے کفر کی کمر توڑ دی

محمد اقبال

اسلام نے حریت، اخوت اور مساوات کی جو درخشاں مثالیں قائم کی ہیں۔ اور غلام وآقا، گورے اور کالے کو جس طرح ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ ابتدائے اسلام ہی سے موالی یا آزاد کردہ غلام بلند سے بلند تر رتبوں پر فائز اور اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب پر متمکن ہوئے۔ انہیں میں اسامہؓ بن زید بھی ہیں، جنہیں عمر کے اٹھارویں سال ہی میں سپہ سالاری کا اہم عہدہ تفویض ہوا۔ اسامہ کے والد زید بن حارثہ عرب کے امراء میں سے تھے۔ ان کی والدہ سعدیٰ اپنی قوم بنی معن کے ہاں جا رہی تھی کہ راستے میں ایک اور قبیلے کے سواروں نے حملہ کر دیا۔ اور زید کو گرفتار کر کے سوق عکاظ میں لے گئے۔ جہاں انہیں فروخت کر دیا گیا۔ خوش قسمتی سے زید کو حضرت خدیجہؓ کے ایک رشتے دار نے خریدا اور انہوں نے زید کو حضرت خدیجہؓ کی خدمت کے لئے بھیج دیا۔ جب حضرت خدیجہؓ کی آقائے دوجہان حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شادی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے زید کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور کر دیا۔ اس وقت زید کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

زید کا باپ حارثہ اپنے بیٹے کے غم میں ہر وقت روتا رہتا۔ اسے اپنے لخت جگر کی جدائی کا بے حد غم تھا۔ ایک دفعہ چند لوگ مکہ آئے، تو انہوں نے زید کو پہچان لیا اور حج سے واپس جا کر حارثہ کو زید کے متعلق بتایا۔ زید کے باپ اور دوسرے رشتہ دار اطلاع پاتے ہی مکہ پہنچے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زید کو اپنے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور فرمایا کہ اگر وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔ تو بہ خوشی جا سکتے ہیں۔ لیکن زید نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر کچھ لوگوں نے زید کو سمجھایا کہ وہ آزادی پر غلامی کو کیوں ترجیح دے رہے ہیں۔ تو زید نے جواب دیا ''میں نے ان میں (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ ایسی چیزیں دیکھ لی ہیں کہ ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔'' حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو زید کو حجر کے مقام پر لے گئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''لوگو! گواہ رہنا زید میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا۔ جب زید کے باپ حارثہ نے یہ سنا تو وہ خوش وخرم اور مطمئن ہو کر چلا گیا اور اجازت دے دی کہ زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی رہے گا۔

اسامہؓ زید کے صاحبزادے تھے۔ حضرت اسامہؓ کی والدہ کا نام ام ایمن تھا۔ ام ایمن کو بھی یہ شرف حاصل تھا کہ انہوں نے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حضانت میں رکھا تھا۔ آپ حبشی نژاد تھیں اس لئے حضرت اسامہ کا رنگ بھی سیاہ تھا''۔ ناک چھوٹی، ماتھا کشادہ اور دانت انتہائی سفید تھے۔ آپ جب مسکراتے تو دانتوں کی چمک سے مسکراہٹ کی دل کشی دوچند ہو جاتی۔ حضرت اسامہؓ نبوت کے چوتھے سال میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی صحابہ کرام آپ کو محبوب رسول اللہؐ اور ابن محبوب رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خاندان کو اپنے خاندان کا ایک حصہ شمار کرتے تھے۔ چنانچہ فتح خیبر کے بعد حضورؐ کے حصے کی زمینوں سے جو کھجوریں اور گندم وصول ہوتی، اس میں زید کے خاندان کے لئے حصہ مقرر ہوتا تھا۔ حضورؐ جب فتح مکہ کے عزم سے مدینہ سے نکلے تو اسامہؓ کو اپنے ساتھ سوار کیا مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے تو اسامہؓ ہی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ بیت اللہ میں تشریف لے گئے تب بھی اسامہؓ حضورؐ کی معیت میں تھے۔

حضرت اسامہؓ کے دل میں اسلام کی محبت اور جہاد کا شوق وولولہ اس قدر زیادہ تھا کہ جنگ احد کے موقع پر بارہ سال کی عمر میں مجاہدین کے ہمرکاب تھے۔ مدینہ سے باہر نکل کر حضورؐ چھوٹی عمر دیکھ کر واپس نہ بھیج دیں۔ جنگ حنین میں اسامہؓ نے وہ جوہر دکھایا کہ دوست ودشمن انگشت بدنداں رہ گئے۔

۸ ھ میں اسامہؓ کے والد زیدؓ نے ایک ہزار مسلمان فوج کی سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ ۱۱ھ میں (وصال رسول اللہؐ سے چند دن پہلے) حضور علیہ السلام نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ جس میں جملہ اکابر اسلام شامل تھے اس لشکر کے سپہ سالاری سیاہ رنگ اسامہؓ کے سپرد کی گئی۔ بعض صحابہ کرامؓ کو جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے اسامہؓ کی سپہ سالاری قبول کرنے میں اس لئے تامل تھا کہ یہ ابھی کمسن ہیں اور ناتجربہ کار ہیں۔

علاوہ ازیں حضورؐ کی وفات سے عرب کے حالات میں بھی ایک شدید اضطراب پیدا ہو گیا تھا ایسے میں اسلامی لشکر کا باہر جانا خطرناک تھا مگر حضرت ابوبکرؓ نے بڑی سختی سے فرمایا۔ ''جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں میں اسے رد نہیں کروں گا۔ اگر مجھے اس بات کا بھی یقین ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے۔ تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مطابق اسامہؓ کا لشکر ضرور بھیجوں گا۔'' اس ارشاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام اسامہؓ کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔ اس لشکر کی روانگی کا ایک اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دشمنوں کے دلوں میں اسلامی حکومت کی قوت اور اس کے مرکزی استقلال کا احساس پیدا ہو گیا اور عرب قبائل نے محسوس کیا کہ اگر مسلمانوں میں قوت نہ ہوتی تو وہ لشکر ہرگز نہ بھیجتے۔ پھر وہ ایسی بہت سی باتوں سے باز رہے جنہیں وہ موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر کرنا چاہتے تھے۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی جنگی تدابیر اور سیاسی مصلحت کا ایک بڑا کارنامہ تصور کیا جاتا ہے۔

جب یہ لشکر روانہ ہونے لگا، تو حضرت ابوبکرؓ انہیں رخصت کرنے کے لئے پاپیادہ چلے اور اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے۔ یہ دیکھ کر اسامہؓ نے عرض کیا ''اے خلیفہ رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں۔ ورنہ میں سواری سے اتر پڑوں گا۔'' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا ''بخدا نہ تم اترو اور میں سوار ہوں گا۔ میں گھڑی بھر کے لئے اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود کر لوں گا۔ تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔ مجاہد کے ہر قدم پر سات سونیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسامہؓ سے کہا۔ اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو حضرت عمرؓ کو میرے پاس رہنے دو۔ تاکہ وہ میری امداد کر سکیں۔ اسامہؓ نے اجازت دے دی۔ جب اسامہؓ روانہ ہونے لگے تو انہیں نصیحت فرمائی۔ خیانت اور بدعہدی نہ کرنا، مال غنیمت میں بے ایمانی نہ کرنا، کسی کے ہاتھ پاؤں، ناک یا کان نہ کاٹنا، کسی پھلدار درخت کو نہ کاٹنا، کسی بچے، بوڑھے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔ کھجوروں کے درختوں کو تباہ نہ کرنا اور نہ انہیں جلانا، بکری، گائے اور اونٹ کو بلا ضرورت ذبح نہ کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کا حکم دیا ہے۔ اس پر عمل کرنا۔'' کم سن سپہ سالار اسامہؓ اپنا لشکر لے کر شام کی سرحد پر بلقا کے مقام پر پہنچ گئے یہی وہ جگہ تھی، جہاں تین سال پہلے آپ کے بہادر والد زیدؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا تھا۔ اسامہؓ چالیس دن تک وہاں ڈیرے ڈالے رہے، لیکن دشمن مقابلے پر نہ آیا۔ تو آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسامہؓ کی یہ یلغار بالآخر شام کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ اپنے زمانہ خلافت میں ذی قصہ کے مقام پر جنگ کے لئے گئے تو اسامہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا'' حضرت عمرؓ کی شہادت پر آپ کے ہی گھر حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو بصرہ اور کئی اہم مقامات پر بھجوایا تاکہ وہاں کے سیاسی نشیب وفراز سے خلیفہ کو آگاہ کر سکیں۔ آپ ۵۴ ھ میں ''جرف'' کے مقام پر فوت ہوئے اور مدینہ میں دفن کئے گئے۔ محدثین کی نظر میں اسامہؓ کا مقام بہت بلند ہے۔ زہد وعبادت، صبر وتحمل، ایثار وقربانی اور سمجھ بوجھ میں آپ اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ اپنے فرائض نہایت محنت، دیانت اور تندہی سے سرانجام دیتے۔ جو بھی آپ کے سپرد کئے جاتے، آخری عمر میں آپ نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور صرف اسی کام میں دخل دیتے، جس کے بارے میں آپ سے مشورہ طلب کیا جاتا۔ یا جو کام آپ کے کندھوں پر ڈال دیا جاتا۔ (ماہنامہ ہدیٰ ڈائجسٹ دسمبر 2018)

Scanned with CamScanner

عہدِ ماضی میں مسلمانوں کے علمی کارنامے

مولانا محمد شمیم اختر قاسمی

کسی زمانہ میں مسلمان کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اور ہر آن پڑھنے پڑھانے اور تحقیق وتصنیف میں لگے رہتے تھے۔ ان کے اس ذوق کی بدولت دنیا علم سے مالا مال ہوئی۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جن میں مسلمانوں نے اپنی خدمات انجام نہ دی ہوں۔ امام زہری بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ حدیث میں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ وہ ہر وقت حدیث کی چھان بین اور کتابوں کے مطالعہ میں لگے رہتے تھے۔ مدینہ کے ایک ایک انصاری کے گھر جاتے، جوان، بوڑھے، عورت، مرد جو مل جاتا یہاں تک کہ پردہ نشیں عورتوں سے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور احادیث پوچھتے اور ان کو قلم بند کرتے۔ انہیں اتنا موقع نہیں ملتا تھا کہ کسی اور جانب متوجہ ہوسکیں۔ ان کے شوق علم کو دیکھ کر ان کی بیوی کہا کرتی تھیں کہ خدا کی قسم! اگر زہری میرے اوپر سوسوکنیں لے آئیں تو وہ میرے اوپر اتنی شاق نہیں ہوں گی جتنی کہ ان کی کتابیں میرے اوپر بوجھ معلوم ہوتی ہیں۔

امام ابن جوزی سے کون واقف نہیں ہے۔ پوری زندگی انہوں نے کتابوں کے لکھنے میں گزار دی اور ہزاروں سے زیادہ مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ بعض کتابیں ایسی ہیں جو ضخیم اور کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ اس زمانے میں فاؤنٹین پین کا رواج نہیں تھا، بول پین بھی نہیں تھے، ٹائپنگ مشین بھی نہیں تھی، پورے اور لکڑی کے قلم تھے، جس کو تراش کر لکھا جاتا تھا۔ قلموں کے تراشے کو جمع کرنے کا حکم انہوں نے اپنے خادم کو دے دیا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ ایک چھلکا بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ وہ اکھٹے کیے جاتے رہے، بالآخر جمع کرتے کرتے کوٹھری بھر گئی۔ ابن جوزی نے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد میرے غسل کے واسطے پانی اسی اندوختہ تراشے سے گرم کیا جائے۔ ممکن ہے کہ اس کوشش کے طفیل میں اللہ رب العزت میری مغفرت فرما دے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، پھر بھی تراشا بچ گیا۔

ہمارے اسلاف نے زندگی ایسی گزاری کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی وہ ہمارے لیے مثل زندہ کے موجود ہیں اور گھلے ملے ہوئے ہیں۔ یہ اعزاز انہیں کیوں ملا؟ صرف اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں علم کو وسعت دی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو گزرے ہوئے ایک ہزار سال سے بھی زیادہ کا عرصہ ہوگیا۔ مگر دنیا میں ان کا نام اس کثرت سے لیا جاتا ہے کہ کسی زندہ آدمی کا نہیں لیا جاتا۔ امام مالک رحمۃ اللہ، امام شافعی رحمۃ اللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کا چوبیس گھنٹوں میں کتنی بار نام لیا جاتا ہے کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہر وقت طالبان علوم نبوت کی زبانوں پر رہتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابرین کو لوگ بھلا سکتے ہیں؟ ان کی لکھی ہوئی کتابیں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

بعض علمی اداروں کی بین الاقوامی شہرت: مرور زمانہ کے ساتھ مسلمانوں نے اپنے وطن اور ملک میں تعلیم وتدریس کے بڑے بڑے علمی مراکز قائم کیے۔ یہ مراکز نہ صرف مرکزی حکومت کی توجہ اور دلچسپی کے مرہون منت تھے، بلکہ عام مسلمان بھی نجی طور پر علمی ادارے قائم کرتے تھے۔ ایسے اداروں کی بڑی لمبی فہرست ہے۔ ان میں خاص طور پر دو علمی مراکز نے بڑی شہرت حاصل کی، جن کی چمک دمک سے یورپ بھی منور ہوا۔ عہد عباسی میں علم وفن کی جتنی ترقی ہوئی دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ علم وفن کا کون سا ایسا گوشہ تھا جس میں مسلمان علماء اور حکماء کی گراں قدر خدمات نہ رہی ہوں۔ ابراہیم عمادی ندوی لکھتے ہیں: ''عہد عباسی جہاں عدل وانصاف، امن وامان، رواداری، رعایا کی خبر گیری اور خوش حالی میں اپنی نظیر آپ تھا، وہیں علوم وفنون اور صنعت وحرفت میں ترقی ہوئی اور تہذیب وتمدن اپنے عروج تک پہنچا۔ خلیفہ ہارون رشید نے ایک عظیم الشان کتب خانہ بغداد میں قائم کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ علم ریاضی، ہندسہ، الجبرا، علم ہیئت، معدنیات، طب علم نفس وحیوانات و نباتات، آلات رصد اور صنائع، وغیرہ میں حیرت انگیز کارنامے انجام پذیر ہوئے جو آج کی دنیا کا عظیم سرمایہ علم ودانش ہے۔ علوم عقلیہ اور دیگر زبانوں سے واقفیت کا ایک عام چلن طبقہ علم ودانش میں قائم تھا۔ سلسلہ تالیف وتراجم سے بغداد میں وراقوں اور کتب فروشوں کی کثرت ہوگئی۔ اقوام عالم سے ذی علم ودانش کھنچ کھنچ کر بغداد آئے اور ان کی قدر ومنزلت ہوئی۔ نہ علوم وفنون کی قدیم کتابوں کے ترجمے کرائے گئے بلکہ ان کتابوں کے پڑھنے کا شوق دلایا۔ اس کا نتیجہ تھا کہ عہد عباسی میں علم کا بازار گرم ہوا اور سلطنت حکمت قائم ہوئی۔ خلفاءِ عباسی نے وابستگان علم وفن کو اپنا مقرب خاص بنایا اور ان کے مناظروں اور علمی مباحث سے دلچسپی لی۔''

اندلس کے قرطبہ کی علمی رفعت کو کون بھلا سکتا ہے۔ یورپ کو جب اپنی کم مائیگی اور بے وقعتی کا احساس ہوا تو اس نے للچائی ہوئی نظر اس پر ڈالی اور یہاں سے علم کے موتی بٹورنے کی جو جدو جہد کی، جس میں وہ کامیاب ہوا اور پھر اس کی وجہ سے اس نے جو ترقی کے منازل طے کیے ہیں وہ سب پر عیاں ہے۔ قرطبہ کی علمی مرکزیت اور رفعت کا ذکر کرتے ہوئے مصنف مذکور لکھتے ہیں: ''اندلس کی طاقت ور حکومتوں نے جہاں بے شمار جنگیں فرانس سے لڑیں اور اندرونی بغاوتیں فرو کیں وہیں ملک میں امن وامان، عدلیہ کو آزادی اور خود مختاری حاصل تھی۔ مورخ لکھتے ہیں کہ ''قانون کی ایسی حکم رانی تھی کہ اجنبی تجار سونا اچھالتے ہوئے نا قابل گزاشت راستوں سے بے خوف نکل جاتے اور کوئی پوچھتا نہ تھا۔'' تجارت، سائنس وحرفت وحکمت کو ایسی بلندیاں حاصل ہوئیں جو چشم فلک نے پھر نہ دیکھیں۔ بحری اور بری فوج کی قوت کی دنیا میں کوئی نظیر نہ تھی۔ شاہان اندلس جہاں بہادر اور ہوش مند سپاہی تھے جن کی ہیبت پورے یورپ پر طاری تھی وہیں علم وفن کے شیدائی بھی تھے۔ ابن خلدون کے مطابق ''حکم نے ہسپانیہ کو ایک علمی منڈی بنا دیا تھا، تصنیفات پر گراں قدر انعام سے نوازتا۔'' حکم رانوں میں یک جہتی اور یگانگت کی روح پھونکی اور ہر مذہب وملت کے عالموں اور دانش وروں کو درباروں میں عزت حاصل تھی۔''

مسلمان سائنس داں اور ان کے کارنامے: عہد ماضی میں مسلمانوں نے تمام علوم کو وسعت دینے کی کوشش کی۔ اس سے ان کی بڑی نیک نامی ہوئی۔ دنیا میں سب سے پہلا جغرافیہ دمشق سے لے کر بغداد تک کا لکھا گیا۔ یہ کام عباسی خلیفہ کے حکم سے انجام پایا۔ دنیا میں سب سے پہلا تاریخ کا مدون ابن خلدون تھا۔ آج تک اس کا تاریخی مقدمہ سارے مورخین کے لیے نشان راہ بنا ہوا ہے۔ اس سے پہلے دنیا تاریخ کے علم سے ناواقف تھی۔ اس میں عربی علوم اور تہذیب کے تمام شعبوں سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف کے خیالات کی گہرائی، فصاحت بیان اور اصابت رائے کے لحاظ سے یقیناً اپنے زمانے کی سب سے اہم تصنیف ہے اور بہ ظاہر کسی مسلمان کی کوئی بھی تصنیف اس سے سبقت نہیں لے جاسکی۔ اس کے مقدمہ کا دنیا کی بیش تر معروف زبان میں ترجمہ ہوا اور صرف اس کے مقدمہ پر لوگ تحقیقی کام کر کے ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں۔ واسکوڈی گاما ہندوستان آنے کے لیے اپنی کشتی سمندر میں دوڑاتا ہے، مگر اسے راستہ نہیں ملتا اور وہ اس ساحل سے اس ساحل تک بھٹکتا رہتا ہے۔ اسی عالم میں اس کی ملاقات ایک عرب جہاز راں احمد بن ماجد سے ہوتی ہے، اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر وہ ہندوستان پہنچتا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

آج لوگ کہتے ہیں کہ فضاؤں میں اڑنا اور قلابازی لگانا یہ تمام محیر العقول کارنامے یورپ نے ایجاد کیے ہیں۔ یہ صور درست نہیں ہے۔ یہ کارنامہ صدیوں پہلے عباس ابن فرع نے انجام دیا، جو بربر خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بہت بڑا سائنس داں تھا۔ اس نے اپنی پوری زندگی تجربہ گاہ میں گزاری۔ اس کی زندگی کا مشن ہی یہی تھا کہ کسی طرح انسان پرواز کے قابل ہوجائے۔ اس نے برسہابرس کی محنت اور تحقیق کے بعد یہ کامیابی حاصل کی کہ انسان پرواز کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے دو برابر وزن کے پنکھ بنائے، پھر تجربہ کیا کہ واقعی میری تحقیق درست ہے کہ نہیں، جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ فضاؤں میں اڑسکتا ہے۔ تو پھر اس نے خلیفۂ وقت کو دعوت دی کہ وہ فلاں میدان میں پہنچیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ انسان کس طرح اڑسکتا ہے۔ ان کی اس نئی ایجاد کو دیکھنے کے لیے خلیفہ کے ساتھ ہزاروں لوگ میدان میں جمع ہوئے، جہاں اس نے کافی دور تک فضاؤں میں اڑ کر دکھایا۔ اس واقعہ نے سارے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا، ابونصر فارابی کے متعلق دل چسپ روایت یہ ملتی ہے کہ اسے ارسطو کی ایک کتاب ہاتھ لگی جس کا نام 'کتاب النفس' ہے، اس کا اس نے بار بار مطالعہ کیا اور اس پر مفید حاشیے چڑھائے، جب اس کا انتقال ہوا تو وہ کتاب لوگوں کے ہاتھ لگی، ابونصر فارابی جیسا محقق، منطقی اور عظیم سائنس داں کتاب کے اوپر لکھ چھوڑا ہے کہ میں نے اس کتاب کا سو مرتبہ مطالعہ کیا ہے، ابوبکر محمد بن زکریا رازی نے دواؤں کے صحیح وزن کے لیے 'میزان طبی' ایجاد کیا۔ 'الکحل' بھی اسی کی ایجاد ہے۔ اس نے 'چیچک' جیسی مہلک بیماری پر تحقیق کر کے اس کے علاج کی تفصیل بیان کی، جو اس موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ عمل جراحی کا کارآمد آلہ بنایا، جس کو 'نشتر' کہتے۔ ابن سینا پہلا شخص ہے جس نے روشنی کی رفتار کو ثابت کیا۔ 'ورنیر' پیمانے کا موجد بھی یہی ہے۔ اس سے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ناپا جاتا تھا۔ اس نے فلسفہ کے موضوع پر 'کتاب النجاۃ' لکھی۔ اس کے بعض خیالات پر لوگوں نے بڑا ہنگامہ کیا اور اعتراضات لکھ کر بھیج دیے۔ ابن سینا نے خط پڑھا، عشاء کی نماز کے بعد مصلیٰ پر ہی اس کا جواب لکھنے بیٹھ گیا اور اس کا مفصل جواب (سو صفحات میں) بغیر کسی کتاب کو دیکھے، اپنے حافظہ ومطالعہ کی روشنی میں لکھ دیا، اس کے بعد وہ سویا۔ خط لانے والے نے فجر میں دیکھا کہ جواب مصلیٰ کے نیچے رکھا ہوا ہے۔

ان کے علاوہ سیکڑوں علماء، حکماء، فلاسفہ اور سائنس داں گذرے ہیں جنہوں نے علم وفن کے میدان میں کمال وشہرت حاصل کی۔ ان کے علمی وسائنسی کارناموں کی یہاں تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی، البتہ کچھ لوگوں کے نام یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ خالد بن یزید، ابواسحاق ابراہیم بن جندب، نو بخت اور فضل بن نو بخت، ماشاءاللہ، جابر بن حیان، احمد عبداللہ حبش حاسب، عبدالمالک اصمعی، بنوموسیٰ شاکر، عطارد الکاتب، حکیم یحییٰ منصور، حجاج بن یوسف، عباس بن سعید الجوہری، خالد بن عبدالملک المروزی، محمد بن موسیٰ خوارزمی، احمد بن موسیٰ شاکر، ابوعباس احمد بن کثیر فرغانی، ابو طیب سند بن علی، علی بن عیسیٰ اصطرلابی، ابوالحسن علی بن سہل، ابوجعفر محمد بن موسیٰ شاکر، ابو یوسف یعقوب بن اسحاق، حسن بن موسیٰ شاکر، ثابت بن قرہ حرانی، جابر بن سنان حرانی، ابوعبداللہ محمد بن جابر البنانی، سنان بن ثابت حرانی، ابومنصور موفق بن علی ہروی، عریب بن سعد الکاتب، ابوعبداللہ محمد بن احمد خوارزمی، حکیم ابومحمد العدلی القاینی، ابوالقاسم عمار موصلی، ابوالقاسم مسلمہ بن مجریطی، ابوالقاسم ابن عباس زہراوی، ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن یونس صوفی، ابوالوفا محمد بن احمد بوزجانی، ابوعلی حسن بن الہیثم، احمد بن محمد بجستانی، ابوالحسن علی احمد نسوی، علی بن عیسی، احمد بن محمد علی مسکویہ، ابوریحان محمد بن احمد البیرونی، ابو حاتم مظفر اسفرازی، امام محمد بن احمد غزالی، ابوالفتح عمر بن ابراہیم خیام، ہبۃ اللہ ابوالبرکات بغدادی، ابوعبداللہ الشریف محمد بن الادریسی، علاء الدین ابوالحسن، لسان الدین بن الخطیب، الکندی اور ابن رشد وغیرہ کے کارناموں سے دنیا واقف ہے۔ ضرورت متقاضی ہے کہ نئی نسل کو ان کے کارناموں سے واقف کرایا جائے۔

Scanned with CamScanner

جنون اور نفرت کی ریل میں دہشت کا سفر!

سید مجاہد حسین

مسافروں سے بھری ٹرین اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی، سبھی کو جلد اور بحفاظت اپنی منزل تک پہنچنے کا انتظار تھا۔ لوگ اپنی اپنی برتھ پر آرام سے بیٹھے ہوئے تھے، کوئی خوش گپیاں کر رہا تھا تو کوئی باہر کے نظارے سے محظوظ ہو رہا تھا۔ لیکن ایک بوگی میں نظارہ کچھ مختلف تھا، اس کمپارٹمنٹ میں سر پر ٹوپی اور کرتا پاجامہ پہنے ایک 72 سال کے بزرگ تھے، جو ایک سیٹ پر ڈرے سہمے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کو دس سے بارہ غنڈے گھیرے ہوئے تھے۔ وہ غنڈے انہیں مار رہے تھے اور بھدی گالیاں دے رہے تھے۔ کوئی ان کو زدوکوب کر رہا تھا تو کوئی بھدے فقرے کس کر انہیں ٹرین سے باہر پھینک دینے کی دھمکی دے رہا تھا! لیکن وہ ضعیف بے بسی کے عالم میں اپنی صفائی میں ان کے سوالات کا جواب دے کر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان سے ایک سنگین الزام کے تحت یہ پوچھا جا رہا تھا کہ وہ بیف کا گوشت کہاں سے لائے اور کیوں کھا رہے ہیں؟ اسی چلتی ٹرین میں کچھ ماہر قسم کے فوٹو گرافر جیسے عام لوگ بھی تھے جو اس پورے واقعہ کو اپنے اپنے موبائل کے کیمروں میں قید کرنے میں مصروف تھے۔ ٹرین کھچا کھچ بھری ہوئی تھی لیکن کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان لڑکوں کو بزرگ آدمی سے برا سلوک کرنے سے باز رکھتا۔ ان لڑکوں کے تشدد سے ان کا چہرہ کالا پڑ گیا اور آنکھوں میں خون کے لوتھڑے جم گئے۔ اشرف علی کو اگلا اسٹیشن آنے کا بے صبری سے انتظار تھا۔ کافی دیر تک اشرف علی ان لڑکوں کے حملوں اور دھمکیوں کو خاموشی سے سہتے رہے۔ جیسے ہی کلیان اسٹیشن آیا، وہ ٹرین سے اتر گئے اور اپنے گھر کی راہ لی۔ وہ اتنے خوفزدہ اور دلبرداشتہ تھے کہ انہوں نے ٹرین سے اتر کر اس گوشت کو نالے میں پھینک دیا، جو اپنی بیٹی کے لیے لے جا رہے تھے۔ انہوں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا لیکن اگلے دن ایک وائرل ویڈیو سے یہ راز کھلا کہ ان پر چلتی ٹرین میں کیا بیتی ہے اور انہیں کس طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ لہذا ریلوے پولیس (جی آر پی) نے ان لڑکوں کی تلاش شروع کی اور تین لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ دراصل اشرف اپنی بیٹی کے گھر جا رہے تھے اور ان کے پاس بھینس کا گوشت تھا لیکن انہیں بیف کا گوشت لے جانے کے شک کی بنا پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

مذہبی نفرت کے نام پر تشدد کا شکار ہوئے اشرف علی کوئی پہلے شخص نہیں تھے، اس سے پہلے جولائی کے مہینے میں ایک آر پی ایف کے جوان چیتن رام نے اپنی سروس گن سے جے پور ممبئی ایکسپریس ٹرین میں 4 مسافروں کو گولیاں داغ کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جن میں تین مسلمان تھے۔ حالیہ دنوں ہریانہ کے چرخی دادری میں کباڑ بیچ کر اپنا پیٹ پالنے والے ایک غریب شخص صابر کو بیف کھانے کے شبہ میں پیٹ پیٹ کر مار ڈالا گیا۔ وہیں بارہویں جماعت کے معصوم طالب علم آرین مشرا کی جان لے لی گئی اور اسے مسلمان گنوا اسمگلر سمجھ کر مار دیا گیا۔ نفرت کا یہ ایجنڈا نہ صرف سیاست دانوں کا پیٹ بھر رہا ہے بلکہ عام لوگوں کو بانٹ بھی رہا ہے۔ جن نوجوانوں کے ہاتھ میں ڈگریاں ہونی چاہیے تھیں، ان نوجوانوں کو دنگائی اور فسادی بنا کر اور مقدمات لگا کر جیل کا راستہ دکھایا جا رہا ہے! اشرف علی کو مارنے والے لڑکے بھی پولیس میں بھرتی ہونے کیلئے امتحان دینے ممبئی جا رہے تھے لیکن ٹرین میں ان کی حرکتوں نے انہیں جیل پہنچا دیا!

غرضیکہ، 72 سال کے بزرگ اشرف علی سید حسین کا ٹرین کا سفر تو کلیان اسٹیشن پر ختم ہو گیا لیکن ان کی طرح اور دیگر مسلمان ہیں جو اپنا سفر دہشت اور خوف کے سائے میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ عام زندگی کی اس ریل میں بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو کسی کے ہمسفر کم راہزن زیادہ لگتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے لیے دردمندی، محبت اور بھائی چارہ و مذہبی رواداری اب ایک خواب ہو کر رہ گئی ہے۔ اشرف کی طرح ان لوگوں کو بھی کسی نہ کسی کے نام پر ڈرانے اور دھمکانے کا کام آئے دن ہوتا رہتا ہے۔ کہیں لباس تو کہیں کھانا پینا تو کہیں عبادت تو کبھی عبادت خانے کا تنازع کھڑا کیا جاتا ہے۔ گئو رکشا یا کسی اور بہانے سے لوگوں کی ماب لنچنگ تو کہیں بلڈوزر کے ذریعہ ان کے گھروں کی مسماری۔ اس طرح سڑک پر فیصلہ کر کے نظام عدلیہ کا مذاق خوب اڑایا جا رہا ہے۔ گزشتہ دس سالوں میں مذہبی جنون کے ساتھ تشدد کرنے والوں کی فوج میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ دادری میں رہنے والے محمد اخلاق بھی اس کا شکار ہوئے، تب سے شروع ہوا لنچنگ کا شرمناک کلچر اب تک نہ جانے کتنے بے قصور لوگوں کی جانیں لے چکا ہے۔ اب ایسے واقعات کی باڑھ سی آ گئی ہے۔ جنید اور ناصر ریاست ہریانہ میں ایک کار میں زندہ جلا دیے گئے، پہلو خان اور صابر، سری نگر کے ڈی ایس پی ایوب پنڈت، بلند شہر کے سبودھ کمار سنگھ، جھارکھنڈ کے تبریز انصاری جیسے ناموں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ اس طرح کے واقعات اب لوگوں کو ڈرانے لگے ہیں لیکن مفاد پرست تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کی کسی کو جازت نہیں ہونی چاہیے۔ تعجب کی بات ہے کہ نئے فوجداری قانون میں ماب لنچنگ مخالف دفعات موجود ہیں پھر بھی واقعات رک نہیں رہے ہیں۔ ناقدین کا خیال ہے کہ اس سوچ کے پیچھے سیاسی قوتوں کا . ہاتھ ہے۔ ایسے میں یہ امید کرنا مشکل ہے کہ حالات بہتر ہو سکیں گے۔ سیاسی شہ اور مضبوط دبدبہ کا نتیجہ ہے کہ مجرموں کے خلاف کیس کمزور رہتا ہے جس سے ان کے جیل سے باہر آنے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ آسا رام بابو اور گرمیت رام رحیم جیسے زانیوں اور قاتلوں کی مثالیں سامنے ہیں۔ گرفتاری کے اگلے ہی دن اشرف حسین کے گناہ گاروں کو بھی ضمانت مل گئی تھی لیکن سخت دباؤ کے بعد پولیس نے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے اور لوٹ کی دفعات کو بھی ان کے کیس میں جوڑ دیا۔ اس بنیاد پر عدالت نے تینوں ملزمان کی ضمانت منسوخی کا حکم صادر کیا۔

امر واقعہ ہے کہ صدیوں سے وطن عزیز ہندوستان تنوع اور کثرت میں وحدت کی نظیر پیش کرتا رہا ہے۔ جہاں ایک دوسرے کے لیے دردمندی، محبت و رواداری دلوں میں ہوا کرتی تھی، لیکن زعفرانی طاقتوں اور اقتدار پرستوں نے اپنے مفاد کی خاطر لوگوں کو دنگائی اور فسادی بنایا ہے اور انہیں اس موڑ پر پہنچا دیا ہے جہاں سے لوٹنے میں برسوں لگ جائیں گے۔ ذہنوں کی پستی کا عالم یہ ہے کہ اب یہ نہیں دیکھا جا رہا کہ کون، کس غربت اور حال میں گزر بسر کر رہا ہے بلکہ یہ تاک جھانک ہو رہی ہے کہ اس کے گھر میں کیا پکایا جاتا ہے، وہ کیا پہن رہا ہے۔ حیرانی تو تب ہوتی ہے جب ایک آئینی عہدہ پر بیٹھا شخص بھری اسمبلی میں ایک مسلمان کا نام لے کر یہ کہنے لگے کہ ان کے لیے بلٹ ٹرین چلے گی تو وہ سمجھ سکتے ہیں کہ سیاست کی جڑیں کتنی گہری اور کتنی مہلک ہو چکی ہیں۔ جب ایک فرقے کے لوگوں پر طنز کسے جائیں اور حکمران وقت یہ کہے کہ کچھ لوگ اپنے کپڑوں سے پہچانے جاتے ہیں، جب ایک ریاست کا کلکٹر یہ کہے کہ میں مسلمانوں کے ہی گھروں کو بلڈوزر سے گراؤں گا تب یہ امید کیسے کی جا سکتی ہے کہ مجرمانہ واقعات پر کوئی لگام کسی جا سکے گی؟ سوچئے کہ یہ نفرت پورے سسٹم اور بیوروکریسی میں کتنی داخل ہو چکی ہے۔ ہمارے مہذب سماج کی یہ تصویر بے حد شرمندہ کرنے والی ہے۔ ہم دوسری طرف اپنے آپ کو دشو گرو کہتے نہیں تھکتے ہیں، ہمارے کارناموں کا دنیا لوہا مانتی ہے، ہم چاند پر کمندیں ڈال چکے ہیں، ہم دنیا کی تیسری سب سے بڑی معیشت بننے کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں، آج ہم بلٹ ٹرین کی بات کرتے ہیں، سب کے یکساں حقوق اور مفادات کا دعوی کرتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں ہم معاشرتی اور سماجی سطح پر کہاں کھڑے ہیں اور سماج کو اندرونی سطح پر کس طرح مذہبی بنیاد پر تقسیم کر کے اسے کھوکھلا کرنے کا کام کر رہے ہیں، اس کا محاسبہ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ ہم ملک کو کس اندھیرے کی طرف لے جا رہے ہیں؟ ایسے میں ملک کے عام لوگوں کے ریل سفر پر توجہ دینا ضروری ہوگی جس میں اشرف علی جیسے کروڑوں عام لوگ سوار ہیں۔

(بقیہ صفحہ اول)

مغربی بنگال وقف بورڈ کے چیرمین اور سابق جج جناب سعید اللہ منشی صاحب نے کہا کہ قانون بنانے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے اس وقف بل کا مقصد اوقافی جائیدا کو ختم کرنا ہے؛ کیوں کہ وقف کو کئی خانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور اسی کے ذریعہ حکومت اس پر تسلط حاصل کرنا چاہتی ہے، انہوں نے قانونی نقطہ نظر سے بل کے نقائص پر بھی گفتگو کی۔

کرناٹک وقف بورڈ کے چیرمین جناب انور پاشا صاحب نے کہا کہ ملک میں اوقاف کا نظام پہلے بہار میں بنا ہے اور واقعتاً اس بل کو مسترد کرنے کی تحریک بھی مضبوط انداز میں بہار سے چلی ہے تو یقین مانئے کہ اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے کرناٹک میں اس موضوع پہ عہدیداران سے مشاورت ہوئی ہے اور اس بل کو بالکلیہ مسترد کرنے پر اتفاق ہوا ہے

کانگریس پارٹی کے ممبر پارلیامنٹ اور جے پی سی کے رکن جناب ناصر صاحب نے کہا کہ جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی میں 17 سرکار کے ممبر ہیں اور 14 اپوزیشن پارٹیوں کے نمائندگان ہیں، جس کی کئی نشستیں ہو چکی ہیں، ہم لوگوں نے اس کے ایک ایک دفعہ پر کھل کر بحث کی ہے اور بڑی حد تک غلط فہمیوں کو دور کرنے کی بھی جد وجہد کرتے آ رہے ہیں، مگر چونکہ سوچی سمجھی سازش کے تحت بل لایا گیا ہے، مرکزی حکومت کے پاس ووٹ بینک کے لیے کوئی ایشو نہیں ہے، اس لیے اوقاف کی جائیدادوں کو قبضہ کرنا چاہتی ہے، ہم لوگوں نے پورے طور پر کمیٹی میں یہ بات کہی ہے کہ بل پوری طرح سے غیر آئینی ہے اس لیے ہماری جد وجہد جاری رہے گی۔

مولانا محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے فکر امارت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت ملت کی امانت ہے اور اس نظام کو سنبھال کر رکھنا ہم سب کی دینی و ملی ذمہ داری ہے، انہوں نے امارت شرعیہ کے قیام کے اسباب و محرکات اور عہد بہ عہد اس کے نظام کی وسعت پر گفتگو کی اور کہا کہ امارت شرعیہ کے بانیوں کی فکرمندیوں نے ملت کو جوڑنے کی ہر جہت سے کوشش کی آج ہمارا اور آپ کا اجتماع اس کا ایک عظیم مظہر ہے، ہم سب لوگ اسی طرح اتحاد و اتفاق کے ساتھ ایک امیر شریعت کے ماتحت زندگی گذاریں اور وقف بل سے متعلق حضرت امیر شریعت کی جو ہدایات اور رہنمائی ملیں اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی نے کہا کہ وقف کی وہ جائیدادیں جن پر سرکاری عمارتیں بنی ہیں یا سرکاری تحویل میں ہیں، اس کے انخلاء کی بھی کوششیں کی جائیں۔

مولانا محمد شفیق قاسمی صاحب امام ناخدا مسجد کولکاتا نے کہا کہ اوقاف کے اس مسئلہ کو یوسی سی اور این آر سی کی طرح تحریک کی شکل دی جائے، اور وقف کی وہ جائدادیں جو اب تک وقف بورڈ میں رجسٹرڈ نہیں ہوئی ہیں انہیں بھی وقف کی حیثیت سے رجسٹرڈ کرایا جائے۔

جناب احسان صاحب سی ای او وقف بورڈ مغربی بنگال نے کہا کہ وقف بل کو بہت ہی باریکی سے لایا گیا ہے، اور مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ ہے۔

بورڈ کی خاتون رکن عظمیٰ عالم صاحبہ نے کہا کہ ہم مسجد، مدارس، خانقاہ اور اوقاف کی جائیدادیں سرکار کے تصرف میں نہیں دے سکتے، ہم اوقاف کے تحفظ کی لڑائی لڑیں گے اور اس کی حفاظت کے لیے اپنے بچوں اور آئندہ نسل کو بھی تیار کریں گے۔

مولانا آفتاب عالم ندوی، دھنباد، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء، پھلواری شریف، پٹنہ و رکن بورڈ، جناب مولانا قاضی محمد انور قاسمی رانچی، رکن بورڈ جناب مولانا اصغر مصباحی سکریٹری جمعیۃ علماء رانچی، جناب خالد احمد صاحب سابق چیئرمین کرناٹک وقف بورڈ، مولانا مفتی محمد ابرار مظاہری، صدر مدرس مدرسہ جامع العلوم و خطیب جامع مسجد بھوبنیشور، مولانا مفتی اشرف علی، جامعہ قاسم العلوم، اڈیشہ، جناب ضمیر احمد خان، رکن قانون ساز کونسل کرناٹک، مولانا سید امانت حسین، مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی، مولانا محمد ناظم، مولانا خورشید عالم مدنی، ڈاکٹر فیض احمد قادری، مولانا رضوان احمد اصلاحی اور ڈاکٹر فرید صاحبان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تحفظ اوقاف کا یہ اجتماع مختلف جہتوں سے مثالی رہا جس سے عوام کو ایک حوصلہ ملا اور مندوبین کرام کو آرام و راحت پہونچانے، قیام تک رہنمائی کرنے اور ضیافت و مہمان نوازی کے ساتھ نظم ونسق کو بہتر بنائے رکھنے کے لیے امارت شرعیہ کے علماء و خدام و رضا کار چاق و چوبند اور سرگرم عمل رہے، شہر کے سماجی خدمت گار و نوجوان مہمانوں کی قدم قدم پر رہنمائی کرتے نظر آئے، جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے منتخب اساتذہ و طلبہ، دارالعلوم الاسلامیہ و مولانا سجاد میموریل اسپتال کے ذمہ دار نیز مقامی پولیس انتظامیہ سبھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے ہمارا ہر طرح تعاون کیا، اجلاس کا آغاز قاری وسیم اختر رحمانی استاذ دارالحکمت جامعہ رحمانی مونگیر کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی دار القضاء امارت شرعیہ نے ہدیہ نعت پاک پیش کیا۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ و رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے قرارداد پیش کی جنہیں شرکاء نے ہاتھ اٹھا کر اتفاق رائے سے منظور کیا۔

Scanned with CamScanner

دورِ خلافت کا ایک سبق

مولانا مفتی انور علی الاعظمی

حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے، مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے ایران کے مرکزی مقام شوستر کا محاصرہ کررکھا ہے، اللہ کی مدد اور مسلمانوں کی حکمت عملی سے ایرانیوں کا یہ مرکز فتح کرلیا گیا، مسلمان جب شہر میں داخل ہوئے اور قلعہ کے نیچے پہنچے تو شہر کا حاکم، مشہور ایرانی سپہ سالار ہرمزان برج کے اوپر چڑھ گیا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میرے ترکش میں سو (۱۰۰) تیر ہیں اور جب تک اتنی لاشیں نہیں بچھ جائیں گی، میں گرفتار نہیں ہوسکتا، اس شرط پر اتر سکتا ہوں کہ تم مجھے مدینہ پہنچا دو اور جو فیصلہ ہو عمرؓ کے ہاتھ سے ہو، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت انسؓ کو مامور کیا کہ ان کے ساتھ مدینہ جائیں، ہرمزان مدینہ پہنچ گیا، شوستر کے معرکہ میں مسلمانوں کے دو بڑے افسران کے ہاتھوں مارے گئے تھے، حضرت عمرؓ کو اس کا بڑا افسوس تھا اور انہوں نے ہرمزان کے قتل کا ارادہ کرلیا تھا، لیکن اتمام حجت کے لئے اس سے گفتگو کی، اس نے کہا: عمرؓ! جب تک خدا ہمارے ساتھ تھا، تم ہمارے غلام تھے، اب خدا تمہارے ساتھ ہے، ہم تمہارے غلام ہیں، یہ کہہ کر پینے کا پانی مانگا، جب پانی آیا تو پیالہ ہاتھ میں لے کر درخواست کی کہ جب تک پانی نہ پی لوں، مارا نہ جاؤں، حضرت عمرؓ نے منظور کرلیا، اس نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں نہیں پیتا، حضرت عمرؓ اس کے اس مغالطے پر حیران رہ گئے، اس کے بعد ہرمزان نے کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے ایمان کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے یہ تدبیر اس لئے اختیار کی، تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہرمزان نے تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کیا، حضرت عمرؓ نہایت خوش ہوئے، مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت دی، دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا اور ایران کی مہمات میں اس کو اپنا مشیر بنایا۔ (تاریخ طبری بحوالہ الفاروق)

یہ اس دور کی بات ہے جب مسلمانوں نے اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی اور اللہ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا عزم کیا تھا، دنیا کی سپر پاور حکومتیں ان کے قدموں میں آرہی تھیں، بڑے بڑے اسلام دشمن اسلام کی حقانیت کا لوہا مان کر توحید کے سائے میں پناہ لے رہے تھے، اللہ کے بندے انسانوں کی غلامی سے نکل کر اللہ کی غلامی میں آرہے تھے، دنیا سے ظلم وستم ختم ہورہا تھا اور عدل وانصاف کا ماحول قائم ہورہا تھا، آج دنیا کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی، عالمی سیاست میں مسلمان حاشیہ پر آگئے، تجارت، سیاست، صحافت، تعلیم ان سب چیزوں پر باطل طاقتوں نے اپنا شکنجہ کس لیا، نتیجہ کے طور پر ہر جگہ عام انسانوں کے لئے، بالخصوص مسلمانوں کے لئے گھٹن کا ماحول پیدا ہوگیا، دنیا کی اقتصادیات اور معاشی درستگی کے لئے دولت کی تقسیم میں جو توازن ہونا چاہئے وہ بگڑ چکا ہے، آج دولت تجارت کی منڈیوں سے نکل کر کھلاڑیوں، سیاست دانوں اور ادھیکاروں کے کھاتوں میں سمٹتی جارہی ہے، بڑی بڑی کمپنیاں دنیا کی دولت پر اپنا قبضہ جماتی جارہی ہیں، مزدور طبقہ دو روٹی کے لئے پریشان ہے، عام انسان اور تجارت پیشہ لوگ اپنی حیثیت اور تجارتی پوزیشن بچانے کی فکر میں ہیں، یہ صورتحال اس بات کا نتیجہ ہے کہ دنیا نے فطری قانون کو بالائے طاق رکھ کر اقتصادیات کے غلط اصولوں کو اپنا لیا ہے۔

آج باطل قوتیں انتہائی چابکدستی سے اپنی تجاویز پوری دنیا پر تھوپنا چاہتی ہیں، ابھی چند سالوں پہلے ہماری پارلیمنٹ میں خواتین ریزرویشن بل پیش کیا گیا اور راجیہ سبھا میں پاس بھی ہوگیا، پورے ملک میں مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی، علماء کرام اور قائدین ملت نے انتہائی سخت موقف اپنایا، متعدد سیاسی پارٹیوں نے بھی اس کی مخالفت کی، لیکن کانگریس اور بی جے پی سمیت بہت سی پارٹیاں اس کے حق میں ہیں، اس بل کا سب سے بڑا نشانہ مسلمان ہیں اور مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ملکی سیاست میں بالکل کنارے لگا دیا جائے، لیکن کانگریس کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ بل پاس ہوجاتا ہے تو چاہے وہ اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے میں کامیاب ہوجائے، لیکن ایک بار پھر مسلمان اس سے دور ہوجائیں گے۔

پورے ملک میں کرپشن، رشوت خوری، بے ایمانی، قتل اور اغوا کے واقعات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ کے بے شمار کیس پکڑے جاتے ہیں، جعلی دواؤں کا سائڈ بزنس عروج پر ہے، انسانی زندگیوں کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے، گردے اور انسانی اعضاء کی تجارت کر کے کروڑوں اربوں روپے لوگ کمارہے ہیں، بڑے بڑے مجرم پکڑے جاتے ہیں، اس کے باوجود کسی بدعنوانی کا سدباب نہیں ہوتا، ان خرابیوں کو دور کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری تو ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے لیکن مسلمان بھی اپنے آپ کو اس سے الگ نہیں کرسکتے، کیونکہ انہی کے پاس انسانیت کی نجات کا پیغام ہے، وہ خدائی قانون ہے جو دنیا میں امن وسلامتی اور عدل وانصاف کا ضامن ہے، دراصل یہی امت وسلامتی اور عدل وانصاف کا ضامن ہے، دراصل یہی امت دنیا کی نگراں اور محافظ ہے، اللہ رب العزت نے اسے وہ مقام دیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی آئیں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا چلئے نماز پڑھائیے، وہ معذرت کردیں گے اور کہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو وہ مرتبہ عطا کیا کہ انہی میں سے کوئی آدمی امامت کرے گا اور میں اس کے پیچھے پڑھوں گا۔ (صحیح مسلم: ۱/۸۷)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۸۹/۴۰۸۲/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی)

افسری پروین بنت محمد ظہیر علی مقام رامکھتاری پوسٹ پوکھر بھنڈا تھانہ پوپری ضلع سیتامڑھی۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد انضمام الحق عرف پرویز ولد محمد اکرم مقام بردی پور پوسٹ کرہرا بلاک وتھانہ بینی پٹی ضلع مدھوبنی۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''افسری پروین بنت محمد ظہیر علی'' نے آپ فریق دوم 'محمد انضمام الحق عرف پرویز ولد محمد اکرم'' کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی'' میں تقریباً ڈیڑھ سال سے غائب مفقود الخبر ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔ اور آئندہ تاریخ سماعت ۳/ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۷/اکتوبر ۲۰۲۴ء روز ''سوموار'' کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/ بجے دن دارالقضاء ''دملہ''، ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کردیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲/۴۱۲۲/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چندوارہ، ضلع مظفرپور)

مہ جبیں فاطمہ عرف نازیہ ظفر بنت ظفر مشہود مقام مکان نمبر ایل آئی جی ۸۸/ ہاؤسنگ بورڈ کالونی ڈاکخانہ دامودر پور ضلع مظفرپور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

تنویر عالم ولد محمد اظہار الحق مقام وڈاکخانہ برواج بلاک موتی پور ضلع مظفرپور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم چندوارہ ضلع مظفرپور میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۰/ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۴/اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سموار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۴/۴۶۱۵/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

سابیہ پروین بنت محمد صابر مقام ھتپاڑہ وارڈ نمبر ۱۴/ ڈاکخانہ نندلالی بلاک کہرا ضلع سہرسہ۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد جہانگیر ولد بدرالدین مرحوم مقام وڈاکخانہ لامعلوم ضلع رکسول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت یکم ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سنیچر پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۴۵/۵۴/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ، بھاگلپور)

سمرن خاتون بنت محمد خلیل مقام فریدم پور ڈاکخانہ ٹاڑر بلاک سنہولہ ضلع بھاگلپور۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شمشیر ولد محمد جہانگیر مقام نیا ٹولہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ، ضلع بھاگلپور میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۴ء کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

تجاویز بابت تحفظ اوقاف

بموقع تحفظ اوقاف کانفرنس منعقدہ باپو سبھا گار ہال نزد گاندھی میدان پٹنہ

بتاریخ:۱۵ر ستمبر۲۰۲۴ء بروز اتوار ۹ر بجے دن تا ۲ر بجے دوپہر

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز پر امارت شرعیہ کے زیر اہتمام امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت میں اس عظیم الشان ''تحفظ اوقاف کانفرنس'' کے شرکاء جن میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کرناٹک اور ہندوستان کی دیگر ریاستوں سے تشریف لائے ریاستی وقف بورڈ کے چیئرمین، سابق چیئرمین، علماء، وکلاء، دانشور، سیاست داں، مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان اور کثیر تعداد میں مسلمان شامل ہیں، ان کی واضح رائے ہے کہ:

مرکزی حکومت وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں ترمیم کر کے اوقاف کی اراضی اور جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتی ہے مسلمانوں کو وقف کے فوائد اور منافع سے محروم کرنا اس کا مقصد ہے، جو دستور ہند میں دی گئی مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کے خلاف ہے، اس لیے یہ ترمیمات از اول تا آخر A to Z نا قابل قبول ہے۔

(۱) اسلئے وہ اس ترمیمی بل کو فوری طور پر واپس لے، کیوں کہ یہ بل تحفظ اوقاف کے لیے نہیں ہے بلکہ اوقاف کی جائیداد کو واقف کی منشا کے خلاف دوسرے کاموں میں استعمال کی راہ ہموار کرتا ہے، جو ہمارے دین میں مداخلت ہے اور یہ مداخلت کسی بھی درجہ میں ہمیں منظور نہیں ہے، پانچ کروڑ سے زائد مسلمانوں نے مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کو رائے بھیج کر اس بل کی مخالفت کی ہے، اس لئے دستور ہند کے تحفظ، مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کے دفعات کو سامنے رکھتے ہوئے اسے حکومت واپس لے۔ ہم اسے پورے طور پر مسترد کرتے ہیں، اور ان تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جمہوری اقدار اور سکولرزم کی حفاظت کے لئے مرکزی حکومت کو مجوزہ ترمیمات واپس لینے کے لیے اپنے اثر ورسوخ اور اثرات کا استعمال کریں۔

(۲) ہمارا سرکار سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ برسوں سے مرکزی وقف کونسل تعطل کا شکار ہے جس کی وجہ سے اوقاف سے متعلق امور انجام نہیں پا رہے ہیں، حکومت کو فوری طور پر ۱۹۵۵ء کے ایکٹ کے مطابق مرکزی وقف کونسل کی تشکیل کرنی چاہیے، تاکہ اصول وضوابط کی روشنی میں وقف کے کام انجام پاسکیں اور واقف کی منشاء کے مطابق اسے بارآور کیا جاسکے۔

(۳) یہ عظیم الشان اجلاس اوقاف کی زمینوں کو کارپوریٹ گھرانوں کو دینے اور واقف کی منشاء کے خلاف وقف اراضی پر سرکار کی جانب سے کی جانے والی تعمیرات اور قبضہ کی بھی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ایسی تمام اراضی کی شناخت کر کے سرکار اسے اوقاف سے متعلق کمیٹیوں کے حوالہ کرے۔

(۴) اوقاف کی اراضی پر غیر قانونی قبضہ کو ختم کرانے کے لیے مرکزی حکومت قانون بنائے، بصورت دیگر جن دفعات کے ذریعہ سرکاری زمینوں کو خالی کرایا جاتا ہے ان ہی دفعات سے اوقاف کی زمینوں کو خالی کرانے کی دستوری ضمانت دی جائے۔

(۵) ہمارا مطالبہ ہے کہ ایسی مساجد جو سرکاری مفادات کی توسیع کی زد میں ہوں ان کو منہدم کرا کر سڑکوں اور دوسری عمارتوں کی تعمیر نہ کرائی جائے، کیوں کہ مساجد جو بن جاتی ہیں وہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہیں، ان کاموں کے لیے سرکار کو منصوبہ میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہو تو اسے لایا جائے۔

(۶) حکومت سروے کمشنر کو اس بات کا پابند کرے اور واضح حکم دے کہ ایک مخصوص اور معلوم مدت میں اوقاف کی جائیداد کے سروے کے کام کو مکمل کرے اور جو آراضی جس کام میں مستعمل ہے اس کا اندراج رجسٹر ۲ میں اسی حیثیت سے کرے، سروے کنندگان نے اوقاف کی جن جائیدادوں کو غیر مزروعہ عام لکھ کر ریاستی حکومتوں کے حوالہ کر دیا ہے قبرستان کو کہیں کہیں کبیر استھان اور گورستان، گئو استھان لکھ دیا ہے اس کی تصحیح کی جائے اور اس کے ٹائٹل کو بدلا جائے۔

(۷) تجاویز بابت داخلی اصلاحات: یہ کانفرنس مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وقف کی اراضی پر جن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اس کو خالی کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ ان کا استعمال منشاء واقف کے مطابق کیا جاسکے۔

(۸) بہار میں خصوصیت سے سروے کا کام شروع ہے اور ابتدائی کارروائی چل رہی ہے ایسے میں مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ زمین وجائیداد کے سروے کے ساتھ مساجد ومدارس، قبرستان، مسافر خانے، خانقاہوں، اداروں اور عیدگاہ کی زمین کا سروے کرا کر رجسٹر ۲ میں اس کا اندراج وقف کی حیثیت سے کرائیں۔

(۹) ایسی تمام وقف کردہ آرازی جو رجسٹرڈ نہیں ہیں، ان کے واقف یا متولی حضرات اسے رجسٹرڈ لازماً کرائیں؛ تاکہ مستقبل میں اسکے تحفظ کا سامان ہو سکے، اس کام میں کہیں دشواری ہو تو امارت شرعیہ میں قائم شعبہ اوقاف کی مدد لی جائے۔

(۱۰) اتنی بڑی تعداد میں اس کانفرنس میں تشریف لانے پر امارت شرعیہ کے ذمہ داران اور خدام آپ حضرات کی خدمت میں جذبات تشکر پیش کرتے ہیں، ہم وقف کے مسئلہ پر آپ کی حساسیت، سرگرمی اور فکرمندی کی قدر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تجاویز بابت مدارس اسلامیہ

بموقع ''مدارس اسلامیہ کنونشن'' منعقدہ المعہدالعالی ہال پھلواری شریف پٹنہ

بتاریخ:۱۵ر ستمبر۲۰۲۴ء روز اتوار بعد نماز مغرب

مدارس اسلامیہ اور اس کا تعلیمی تدریسی اور تربیتی نظام ہر دور میں فرقہ پرستوں کی سازش کا نشانہ بنتا رہا ہے، مختلف موقعوں پر اس کی کارکردگی پر سوالات اٹھائے گیے اور اس کی خدمات کو معطل کرنے کی کوشش کی گئی، امارت شرعیہ کے اکابر نے ہر دور میں ایسی مذموم کوششوں کا دفاع کیا، ملک میں نئی تعلیمی پالیسی نافذ کی گئی تو مدارس کے وجود ہی کو خطرہ لاحق ہو گیا، یہ فرضی اور موہوم احساس نہیں بلکہ آسام میں مدارس کو سرکاری طور پر اسکول میں تبدیل کرنے کی عملی کوشش اور اتر پردیش میں یوگی حکومت کے ذریعہ مداس بند کر کے طلبہ کو اسکولوں میں منتقل کرنے کا حکم اس احساس کو یقین میں تبدیل کرتا ہے، ضرورت ہے کہ مدارس کے ذمہ داران اس طرف توجہ دیں؛ تاکہ ملت کا اس قیمتی اثاثہ کے تحفظ ہو سکے، اس صورت حال کے پیش امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی صدارت میں منعقد کنونشن کے شرکاء متفقہ طور پر درج ذیل تجاویز منظور کرتے ہیں اور ان تجاویز پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی مدارس کے ذمہ داروں سے اپیل کرتے ہیں:

(۱) مدارس اسلامیہ نے ہر دور میں ملک میں خواندگی کے تناسب کو بڑھانے، غریبوں میں خصوصیت سے تعلیم کو فروغ دینے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے میں لائق تحسین اور قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، یہ مدارس دستور ہند کی دفعات ۲۹ر اور ۳۰ر کے تحت قائم ہیں، یہ اجلاس اسے غیر قانونی قرار دیکر بند کرانے کی کوششوں اور منصوبوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور حکومت پر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ مسلمان اس قسم کی نازیبا حرکت کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے اور اپنے دستوری حقوق کی بقا، بازیابی اور روبعمل رکھنے کے لیے ضروری اقدامات سے باز نہیں آئیں گے۔

(۲) مدارس اسلامیہ کی آراضی جائیداد وغیرہ کو سرکاری ضابطوں کے مطابق رجسٹرڈ کرایا جائے، رجسٹریشن کا یہ کام سوسائٹی ایکٹ یا ٹرسٹ بنا کر بھی کرایا جاسکتا ہے۔

(۳) معاصر دینی تعلیم کو مدارس کے بنیادی رول میں تبدیلی کیے بغیر عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

(۴) تعلیم کو معیاری بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مدارس میں تدریسی آلات کا سہارا لیا جائے، اس سے افہام وتفہیم میں سہولت پیدا ہوتی ہے، مدارس میں بھی عملی تدریس (پریکٹیکل) کو رائج کیا جائے، عملی تدریس کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق صبح کاذب، سایۂ اصلی، مثل مثلین، شفق وغیرہ کی تدریس صرف کتابی نہ ہو اس کا مشاہدہ بھی کرایا جائے۔

(۵) سرکاری محکمہ کو مطمئن کرنے کے لے مدارس میں آمد وخرچ اور گوشوارے کا اندراج محاسبی کے جدید اصول وضوابط کے مطابق کیا جائے۔ اگر حسابات کا جمع کرنا سرکاری دفاتر میں ضروری ہو تو اس سے کسی بھی حال میں صرف نظر نہ کیا جائے۔

(۶) محکمہ بہبودیٔ اطفال کے معیار کے مطابق مداس میں طلبہ کے خورد ونوش اور رہائش کا انتظام کیا جائے یہ طلبہ کی ذہنی وجسمانی نشو ونما کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

(۷) طلبہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے، غیر شرعی اعمال اور لہو ولعب سے بچانے کے لیے ان پر نگاہ سخت رکھی جائے، اس کا مطلب جسمانی تعذیب نہیں ہے، نفسیاتی طور پر بار بار کی کونسلنگ کے ذریعہ انھیں نماز پنج گانہ، تلاوت قرآن، درس کی پابندی ضروری ورزش کا پابند بنایا جائے۔

(۸) امارت شرعیہ کا وفاق المدارس الاسلامیہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی صدارت میں انھیں خطوط پر کام کرتا ہے یہ وفاق ایک نظام ونصاب کو مدارس میں رائج کرانے کی ایک کوشش ہے، مدارس کا الحاق اس سے کرانا بھی مفید ہے، اس سے طلبہ میں ریاستی سطح پر امتحانات میں مقابلے اور مسابقے کا مزاج بنے گا اور وہ تمام مدارس کے طلبہ سے مقابلہ کی ہمت جٹا پائیں گے، مدارس میں پڑھا کر خود سے امتحان لینا طلبہ کی صلاحیت کو محدود اور ان کے مسابقاتی مزاج کو ختم کرتا ہے۔

(۹) بنیادی دینی تعلیم کا حصول تمام مسلمانوں پر فرض ہے، مدارس اسلامیہ اپنے قریب کے چند گاؤں کو گود لے کر وہاں مکتب کا نظام قائم کریں تاکہ کوئی بچہ دینی تعلیم سے محروم نہ رہے۔

(۱۰) اصلاح معاشرہ کی ضروت دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے اس کام کو صرف جلسے جلوس پر منحصر نہ رکھا جائے، بلکہ غیر رسمی انداز میں اصلاح کی شکلیں پیدا کی جائیں، معاشرہ کی اصلاح کے ذریعہ ہی ہم مسلم لڑکیوں میں ارتداد کے بڑھتے فتنہ کو روک سکتے ہیں۔

بقیہ: صوبائی اسمبلی انتخابات .... ہر انصاف پسند آدمی کو یاد ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے سرکار بنالی اور جیسے تیسے کر کے اسے منزل تک پہنچا تو دیا مگر اب اسے مختلف طرح کے سوال وجواب میں اترنا ہوگا اور مہاراشٹرا جیسے سیاسی اعتبار سے حساس صوبے میں دوبارہ امتحان دینا انھی سرخیلوں کے سہارے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ صاف کہنا چاہیے کہ انتخابات کی بھارتیہ جنتا پارٹی نے نئی سرے سے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ انھیں اس بات کا خوف ستا رہا ہے کہ سرکار تو جیسے تیسے ہم نے بنالی تھی مگر دوبارہ سرکار بننے کے آثار نہیں ہیں۔ اس لیے ذرا اور مہلت لے لی جائے۔ تین مہینے میں لازمی طور پر جھارکھنڈ میں انتخابات ہونے ہیں۔ پہلے ہمنت سورین کو جیل میں بھیج کر بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنی تیاری واضح کر دی تھی مگر وہ بھی جیل سے باہر چلے آئے اور بہت بلندی کے ساتھ اپنی حکومت چلا رہے ہیں اور کہنا چاہیے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی سے الیکشن کے میدان میں مقابلہ کرنے کے لیے خوب تیار ہیں۔ پچھلی بار بھی بھارتیہ جنتا پارٹی کو یہاں منہ کی کھانی پڑی تھی اور اب کی بار بھی حالات ایسے نہیں ہیں کہ جھارکھنڈ کا انتخاب بھارتیہ جنتا پارٹی اور اس کی حلیف جماعتیں جیت پائیں، ہمنت سورین ترقیاتی کاموں اور مقبولِ عام وسائل کا استعمال کر کے بہت تیزی سے بھارتیہ جنتا پارٹی کو جواب دے رہے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے سازش کر کے جس طرح 'جھارکھنڈ مکتی مورچہ' کی پارٹی یا سرکار توڑنے کی کوشش کی، اس سے آخر ہمنت سورین کو ہی فائدہ مل رہا ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آدی باسیوں کو بھارتیہ جنتا پارٹی ان کا حق دینے سے بہرطور گریز کرتی ہے۔ ہمنت سورین اپنے سیاسی جلسوں میں یہ بات بار بار کہتے ہیں اور اپنے رائے دہندگان کو خبردار کرتے رہتے ہیں۔ دسمبر کے بعد ملک کے مرکز دلّی میں انتخابات کا موسم آنے والا ہے۔ اروند کیجری وال اور ان کی پارٹی کے ساتھ جیسا سلوک بھارتیہ جنتا پارٹی نے کیا ہے، سیاسی مبصرین کا یہ ماننا ہے کہ اس سے عام آدمی پارٹی کی مقبولیت اور ووٹ کی طاقت میں اضافہ ہی ہوگا۔ چھے مہینے میں یہ ہم بہت آسانی سے طے کر سکیں گے۔ اس طرح بھارتیہ جنتا پارٹی کے مستقبل کی سیاسی رفتار پر ایک قدغن لگنے والی ہے اگر ہر ریاست میں اسے شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا، اس کے باوجود اسے اپنی موجودہ طاقت میں تخفیف کا کھلا اندازہ ہوئے گا جس طرح ابھی پارلیمنٹ کے انتخاب میں یہ بات سامنے آئی۔ لوگوں کا یہ بھی اندازہ ہے کہ ان پانچ ریاستوں کے انتخابات کی تکمیل تک بھارتیہ جنتا پارٹی کی سیاسی ساکھ کم از کم ایک تہائی کم ہو چکی ہوگی۔ یہی ڈھلان اسے 2029ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی کو پارلیمنٹ سے باہر کرنے کے راستے پیدا کرے گی۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

بھنڈی کھایئے-صحت مند رہیے

اکثر لوگ سبزی کھانا پسند نہیں کرتے ہیں؟ کیا آپ بھی گھر میں بنی سبزیوں اور سالن کے بجائے فاسٹ فوڈ کھانے کو ترجیح دیتے ہیں؟ یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ ان کھانوں سے اپنے جسم میں اضافی کاربوہائیڈریٹ اور غیر صحت بخش چکنائی اکٹھا کر رہے ہوتے ہیں۔

بھنڈی کی خصوصیات : بھنڈی ان سبزیوں میں سے ایک ہے جسے ہم میں سے اکثر لوگ پسند کرتے ہیں۔ یہ غذائیت سے بھرپور سبزی ہے اور اس کے بہت سے صحت کے فوائد ہیں۔ آپ اس سے سالن بنا سکتے یا بھنی ہوئی بھنڈی وغیرہ بنا سکتے ہیں۔

متوازن، صحت مند غذا حاصل کرنے کے لیے، آپ کو اپنی خوراک میں زیادہ سے زیادہ سبزیاں شامل کرنی چاہیئے۔ ویسے تو تمام سبزیاں صحت بخش ہوتی ہیں۔ بھنڈی ان میں سے ایک ہے اور اس سبزی کے صحت سے متعلق فوائد کو پڑھنے کے بعد آپ اسے اپنی خوراک میں ضرور شامل کریں گے۔

بھنڈی کے فوائد: بھنڈی ایک صحت مند سبزی ہے جو آپ کو اپنی خوراک میں شامل کرنے چاہیئے۔

بھنڈی ہاضمے میں مدد کرتی ہے : بھنڈی فائبر سے بھرپور ہوتی ہے اسی لیے ہاضمے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے اور آپ کی آنتوں کی حرکت کو بہتر بناتی ہے۔ اس کے استعمال سے قبض سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ فائبر کی زیادہ مقدار کی وجہ سے یہ آپ کے پیٹ کو کافی وقت تک بھرا ہوا محسوس کراتی ہے۔ بھنڈی آپ کے وزن کو کم کرنے میں مدد بھی کرتی ہے کیونکہ آپ کو دوپہر یا رات کے کھانے میں بھنڈی کھانے کے بعد آپ کو زیادہ کیلوری والے کھانے کی طلب نہیں ہوتی ہے۔

بھنڈی میں کم کیلوری ہوتی ہے : بھنڈی میں کیلوریز کم ہوتی ہیں، لیکن یہ بہت سے وٹامنز اور معدنیات سے بھرپور ہوتی ہے۔ ان میں وٹامن اے، وٹامن سی اور وٹامن کے نمایاں شامل ہیں۔ اسی طرح یہ فولیٹ سے بھی بھرپور ہوتی ہے۔ آپ اسے اچھی مقدار میں کھا سکتے ہیں کیونکہ کیلوری بہت کم ہوتی ہے آپ انہیں روسٹ یا بیکڈ کر کے بھی کھا سکتے ہیں۔

کولیسٹرول کو کنٹرول کرتی ہے : بھنڈی جسم کے خراب کولیسٹرول ایل ڈی ایل کو کم کرنے میں مدد دیتی ہے جو کہ آپ کے دل کی صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ بھنڈی حل ہونے والا فائبر ہے جو خون میں کولیسٹرول کی سطح کو کم کر سکتی ہے۔ لیڈی فنگر کا باقاعدگی سے استعمال کولیسٹرول کو نارمل رینج میں رکھتی ہے۔

بھنڈی کینسر سے بچاتی ہے : بھنڈی اینٹی آکسیڈنٹس سے بھری ہوتی ہے جو فری ریڈیکلز سے لڑنے میں مدد کرتی ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ فری ریڈیکلز کینسر کا باعث بن سکتے ہیں۔ لہٰذا بھنڈی کھانے سے آپ کو کینسر سے بچاؤ میں مدد مل سکتی ہے۔

بلڈ شوگر لیول کو کنٹرول کرتی ہے : بھنڈی غذائی ریشہ سے بھرپور ہوتی ہے۔ یہ سبزی آپ ہاضمے میں شکر کے جذب کی شرح کو اچھی طرح کنٹرول کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آپ کے جسم میں بلڈ شوگر کی سطح کو بہتر طریقے سے کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ایک ہی وقت میں، یہ انسولین کی پیداوار کو بہتر بناتی ہے اور کاربوہائیڈریٹ کو میٹابولائز کرنے والے خطرے کو روکتی ہے، اور لبلبے کے بیٹا سیل کے بننے کو بہتر بناتی ہے۔ یہ تمام عوامل ذیابیطس کو کنٹرول کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

بالوں کے لیے اچھی ہوتی ہے : آپ ابلی ہوئی بھنڈی کو لیموں کے رس کے ساتھ اپنے بالوں کو چمکدار بنانے اور ریشم کی طرح لہرانے کے لیے لگا سکتے ہیں اور اسے کھانے کے تو فوائد ہی بہت ہیں۔

آنکھوں کی بینائی کو بہتر کرتی ہے : جو آپ کی آنکھوں کو میکولر ڈیجنریشن ہونے سے روکتی ہے۔ یہ غذائی اجزاء موتیابند جیسی بیماری کی روک تھام بھی کرتی ہے۔ اس طرح، بھنڈی آپ کے لیے صحت مند دیکھنے کی صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔

سبزیوں کے پروٹین کا ذریعہ: بھنڈی سبزیوں کے پروٹین کا بھرپور ذریعہ بھی ہے۔ اس لیے یہ ان لوگوں کے لیے ایک اچھا انتخاب ہے جو گوشت اور انڈے زیادہ شوق سے نہیں کھاتے ہیں۔

صحت مند حمل کو بڑھاتی ہے : بھنڈی میں بی وٹامنز کی موجودگی کی وجہ سے، صحت مند حمل کے لیے بہترین سبزی ہے۔ یہ پیدائشی نقائص کو روکتی ہے اور بچے کی صحت مند نشوونما کو فروغ دیتی ہے۔ یہ فولک ایسڈ کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے، جو نہ صرف نئے خلیات کی پیداوار کو بڑھاتی ہے بلکہ آپ کے اسقاط حمل کے خطرے کو بھی کم کرتی ہے۔ بھنڈی میں موجود فولیٹ حمل کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔

آپ بھنڈی کو اپنی روزمرہ کی خوراک میں آسانی سے شامل کر سکتے ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں یہ آسانی سے دستیاب اور سستی سبزیوں میں سے ایک ہے اور آپ انہیں پوری گندم کی روٹی یا چاول کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق کھا سکتے ہیں۔ آپ انہیں آلو کے ساتھ بھی پکا سکتے ہیں۔

روزانہ سبزیاں اور پھل کھانا آپ کی صحت کے لیے بہت ضروری ہوتے ہیں۔ سبزیوں کو کچی شکل میں لینا ضروری ہوتا ہے یا آپ انہیں پکا سکتے ہیں یا بھون سکتے ہیں۔ اپنے پکوان میں زیادہ تیل نہ ڈالیں کیونکہ یہ سبزیوں کی غذائیت کو برباد کر دیتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

سپریم کورٹ کالجیم نے چار ہائی کورٹس کے لیے چیف جسٹس کی تقرری کی سفارش

سپریم کورٹ کالجیم نے میگھالیہ، جموں وکشمیر اور لداخ، مدھیہ پردیش، اور ہماچل پردیش کے ہائی کورٹس کے چیف جسٹسز کی تقرری کے لیے نئی سفارشات پیش کی ہیں۔ چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی زیر صدارت سپریم کورٹ کالجیم نے تجویز دی ہے کہ جسٹس آنند پرساد مکھرجی کو میگھالیہ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا جائے۔ جسٹس مکھرجی کلکتہ ہائی کورٹ کے دوسرے سب سے سینئر جج ہیں اور انہیں مئی 2009 میں جج کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ کالجیم نے جسٹس تاشی ربستان کو جموں وکشمیر ولداخ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس بنانے کی سفارش کی ہے۔ جسٹس ربستان کو پہلے میگھالیہ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس بنانے کی تجویز دی گئی تھی۔ وہ جموں وکشمیر ولداخ ہائی کورٹ کے دوسرے سب سے سینئر جج ہیں اور مارچ 2013 میں جج کے طور پر مقرر ہوئے تھے۔ مزید برآں، کالجیم نے جسٹس سرش کمار کیت کو مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔ جسٹس کیت کو ستمبر 2008 میں جج کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور وہ دہلی ہائی کورٹ کے دوسرے سب سے سینئر جج ہیں۔

تاج محل کے گنبد پر اُگا پودا، محکمہ آثار قدیمہ کی فوری کارروائی

دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک تاج محل ہے جو حالیہ دنوں میں ایک غیر معمولی صورتحال سے دوچار ہو گیا۔ رپورٹ کے مطابق عمارت کے مرکزی گنبد پر ایک پودا اُگ آیا، جس کی تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئیں۔ تاج محل کی خوبصورتی اور تاریخی اہمیت کی وجہ سے لوگوں نے اس واقعے پر تشویش کا اظہار کیا۔ محکمہ آثار قدیمہ (اے ایس آئی) نے فوری طور پر اس معاملے کا نوٹس لیا اور ایک ٹیم موقع پر روانہ کی۔ اے ایس آئی کے ماہرین نے عمارت کے گنبد پر اُگے پودے کو احتیاط سے ہٹایا اور اس کے بعد عمارت کی مکمل جانچ پڑتال کی گئی تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ کوئی اور نقصان نہ ہو۔ ماہرین کے مطابق، اس قسم کے پودے عمارتوں کے دراڑوں یا نمی والے حصوں میں، خاص طور پر مانسون کے موسم کے بعد اگ جاتے ہیں۔ تاج محل کے گنبد پر اُگے پودے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ موسمی حالات کی وجہ سے ہوا اور فوری طور پر اسے ہٹا دیا گیا تاکہ عمارت کو کسی بھی مزید نقصان سے بچایا جا سکے۔

مجھے مبارکباد نہ دیں، آج میں بہت غمزدہ ہوں: آتشی

عام آدمی پارٹی (عآپ) کے قومی کنوینر اروند کیجریوال کے استعفیٰ کے بعد عآپ اراکین اسمبلی کی میٹنگ میں آتشی کو نیا وزیر اعلیٰ منتخب کیا گیا ہے، اور لوگوں نے انھیں مبارکبادیاں بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ لیکن آتشی نے وزیر اعلیٰ بننے کے بعد جو اپنا پہلا بیان دیا ہے اس میں کہا ہے کہ "مجھے مبارکباد نہ دیں، آج میں بہت غمزدہ ہوں۔" آتشی کا کہنا ہے کہ "یہ غم کا وقت ہے کہ اروند کیجریوال کو وزیر اعلیٰ عہدہ سے استعفیٰ دینا پڑا۔" انھوں نے مزید کہا کہ "اتنی بڑی ذمہ داری دینے اور مجھ پر بھروسہ ظاہر کرنے کے لیے میں اپنے لیڈر اور سیاسی گرو اروند کیجریوال جی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مجھ جیسے عام کارکن کو رکن اسمبلی، وزیر اور اب وزیر اعلیٰ عہدہ کی ذمہ داری ملنا صرف عام آدمی پارٹی میں ہی ممکن ہے۔ اہم ذمہ داری ملنے کی مجھے خوشی تو ہو رہی ہے، لیکن مجھے اس سے زیادہ غم ہو رہا ہے کہ میرے بڑے بھائی اور گرو اروند کیجریوال جی استعفیٰ دے رہے ہیں۔"

وکلاء عدالت کے وقار کو برقرار رکھیں: سی جے آئی

سپریم کورٹ نے آر جی کر معاملے پر مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کے استعفیٰ کی مانگ کرنے والے ایک وکیل پر سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ واضح رہے کہ ملک بھر کے مختلف شہروں میں جونیئر ڈاکٹروں کی ہڑتال کی حمایت میں احتجاج جاری ہے۔ یہ ہڑتال کولکاتا کے آر جی کر میڈیکل کالج اور ہسپتال میں پیش آنے والے ریپ اور قتل کے واقع کے خلاف کی جا رہی ہے، جس کے بعد مغربی بنگال میں صحت کا نظام متاثر ہوا ہے۔ سماعت کے دوران، چیف جسٹس آف انڈیا (سی جے آئی) ڈی وائی چندر چوڑ نے وکیل کی جانب سے ممتا بنرجی کے استعفیٰ کا مطالبہ کرنے پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ عدالت کا مقصد سیاسی معاملات کو حل کرنا نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ کے استعفیٰ کا مطالبہ عدالت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ انہوں نے وکیل کو تنبیہ کی کہ وہ عدالت کے وقار اور قانونی نظم وضبط کو برقرار رکھیں۔

کیرالہ میں نپاہ وائرس کا حملہ

کیرالہ میں نپاہ وائرس کے باعث 24 سالہ شخص کی موت کے بعد کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ کورونا کے دور کی یاد تازہ کرتے ہوئے، کیرالہ حکومت نے ملپورم ضلع میں متعدد کنٹینمنٹ زون قائم کر دیئے ہیں اور یہاں پابندیاں نافذ کر دی ہیں۔ ملپورم ضلع کی دو پنچایتوں کے پانچ وارڈوں کو کنٹینمنٹ زون قرار دیا گیا ہے اور لوگوں کو بڑے اجتماع سے پرہیز کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ 'نپاہ' وائرس کے تیزی سے بڑھتے معاملے کو دیکھتے ہوئے ضلع افسران نے کنٹینمنٹ زون میں دکانیں شام 7 بجے تک بند کرنے کو کہا ہے۔ ساتھ ہی اس کے تحت آنے والے، اسکول، کالج، مدارس، آنگن باڑی اور ٹیوشن سنٹر بھی بند رہیں گے۔ شادیوں میں مہمانوں کی تعداد محدود رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ علاقے میں لوگوں کو لازمی طور پر ماسک پہننے کی ہدایت دی گئی ہے۔ 175 افراد کو فوت ہونے والے شخص کے رابطے میں آنے کی وجہ سے آئسولیشن میں بھیج دیا گیا ہے۔

نریندر مودی نے 100 دنوں میں کیا کیا؟

مودی حکومت کی تیسری مدت کار کے 100 دن مکمل ہونے پر جہاں بی جے پی کے سرکردہ لیڈران خوش ہیں وہیں کانگریس نے ہر شعبہ میں ان کی ناکامیوں پر سے پردہ اٹھا دیا ہے, کانگریس ترجمان سپریا شرینیت نے پریس کانفرنس میں تفصیل سے مودی حکومت کی ناکامیوں کو میڈیا اور عوام کے سامنے رکھا، غور کرنے والی بات یہ ہے کہ اس پریس کانفرنس سے الگ کانگریس نے اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر کئی دلچسپ پوسٹ بھی کیے ہیں جن میں پی ایم مودی کی 100 دنوں پر مشتمل اب تک کی حکمرانی کو ہدف تنقید بنایا ہے، کانگریس نے گرافکس اور ویڈیو پر مشتمل کئی ایسے پوسٹس کیے ہیں جن میں مرکزی حکومت کو مختلف سطحوں پر ناکام ظاہر کیا گیا ہے۔

Volume:64/74,Issue:36 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

مجھ سے نہ ہو سکے گی زمانے کی بندگی
مکار بھی نہیں ہوں اداکار بھی نہیں
(نامعلوم)

مدارس کے اساتذہ بچوں کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دیں: حضرت امیر شریعت مدظلہ

المعهدالعالی امارت شرعیه میں مدارس اسلامیه کنونشن سے علماء کرام کا خطاب

ملک کی بی جے پی ریاستیں مدارس دینیہ کے خلاف منصوبہ بند طریقے سے مسلسل سازشیں کر رہی ہیں؛ تاکہ یہ مدارس اپنی افادیت ونافعیت کھو بیٹھیں اور ملک ایسے افراد سے محروم ہو جائے جو ہمیشہ ملک کی خدمت اور اس کی تعمیر وترقی کے لیے اخلاص کے جذبہ سے کام کرتے آرہے رہیں، ان حالات میں ہم سب کو ان سازشوں سے ہوشیار و بیدار رہنا ہے، البتہ اپنے نظام عمل میں شفافیت لائیں اور آمد وصرف کے حساب وکتاب کو بھی درست رکھیں، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام منعقد تحفظ مدارس اسلامیہ کنونشن میں کیا، واضح ہو کہ یہ کنونشن 15 ستمبر 2024 کو امارت شرعیہ المعہد العالی کے کانفرنس ہال میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں بہار اڈیشہ جھارکھنڈ اور مغربی بنگال سے سیکڑوں کی تعداد میں مدارس کے ذمہ دار علماء واساتذہ نے شرکت کی، علماء کے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ملک کے موجودہ حالات میں مدارس کا رجسٹریشن کرالینا ضروری ہے ورنہ آنے والے دنوں میں مسائل ومشکلات پیدا ہوں گے، مدارس کے نظام میں شفافیت لانے کے لیے مرحلہ وار کاموں کا نقشہ بنایا جائے اور پھر اس کو بہتر انداز میں روبہ عمل لایا جائے، انہوں نے فرمایا کہ مدارس میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے بچوں کی دینی واخلاقی تربیت پر بھی خاص توجہ دی جائے، اس پہلو پر امارت شرعیہ کے ذریعہ دو سال قبل بھی توجہ دلائی گئی تھی، دوبارہ پھر آج کا یہ اجلاس بلایا گیا ہے، امید ہے کہ اب آنے والے دنوں میں آپ معاملہ کی حساسیت کو سمجھیں گے اور یہ کام منظم طور پر انجام دیں گے۔

امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم وقف دیوبند نے کہا کہ مدارس اسلامیہ دین کے مضبوط قلعے ہیں، ماضی میں انہیں مدارس کے علماء وفضلاء نے تحریک آزادی میں قائدانہ کردار ادا کیا اور جانی ومالی قربانیاں پیش کیں، آج ان مدارس کو شک کی نگاہوں سے دیکھا جارہا ہے جو کہ نہایت ہی افسوسناک ہے، مدارس کے ذمہ دار اپنے بزرگوں کی قربانیوں کا بار بار تذکرہ کریں اور ملک کو بھی ان کی جدوجہد سے واقف کرائیں۔ انہوں نے مدارس کی اصلاح اور اس کے نظام کار کو بہتر بنانے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ جس قوم، جماعت اور فرد میں نفع رسانی کی صلاحیت ہوتی ہے وہ قوم، جماعت اور فرد ترقی اور خوشحالی کی زندگی گزارتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کا نظم کرتا ہے، اور جو اپنی نافعیت وافادیت کھودیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو نقشہ سے مٹادیتا ہے، اور اس کی ویرانی مقدر ہو جاتی ہے، علماء کو اللہ نے قوم وملت کی صلاح وفلاح اور ان کی دینی وفکری تربیت کے لیے مامور کیا ہے، ہم سب کو اپنے فرائض منصبی کا استحضار ہونا چاہیے، اور نفع بخش امت کی حیثیت سے زندگی گذارنی چاہیے۔

امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ ماضی میں ہمارے اکابر مختلف علوم وفنون پر مہارت رکھتے تھے، اگر ہم بھی کوشش کریں تو انشاء اللہ کامیاب ہوں گے، انہوں نے کہا کہ ہمارے سماج میں بہت سے ایسے ذہین غریب بچے ہیں جو معاشی بدحالی کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ کو قائم نہیں رکھ پاتے ہیں، اگر امت کا سرمایہ دار طبقہ خدمت کے جذبہ سے ایسے بچوں کو منتخب کر کے تعلیم کے میدان میں آگے لائے تو یہ ایک بڑی دینی خدمت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اساتذہ کرام کو دینی خدمت کے جذبہ سے تعلیم وتعلم کو انجام دینا چاہیے اور دوسرے مدارس کو اپنا معاون ورفیق سمجھنا چاہیے۔

مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے نئی تعلیمی پالیسی کے مضر اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حکومت کے نظام تعلیم میں دیومالائی تصورات کو شامل کیا گیا ہے، جس سے ہمارے بچوں کے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، اس لیے ہم اپنے نظام تعلیم کو معیاری اور پرکشش بنائیں تاکہ بچے ایمان وعقیدے کے ساتھ صحیح تعلیم حاصل کرسکیں، انہوں نے کہا کہ نئی تعلیمی پالیسی میں مدرسوں کو تعلیم کا مرکز تسلیم نہیں کیا ہے، اسی وجہ سے یوپی کے پانچ سو تیرہ مدرسوں نے مدرسہ بورڈ سے اپنا الحاق واپس لے لیا ہے، ان حالات میں ضروری ہے کہ ہم اپنے نصاب تعلیم میں کچھ ایسی بنیادی تبدیلی لائیں جس سے مدرسہ کا وجود باقی رہ سکے۔

مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی حلقہ بہار نے کہا کہ علماء کرام کو خیر امت اور داعی امت کی حیثیت سے زندگی گذارنی چاہیے، تعریف ومدح سے بلند تر ہو کر ہر شخص کو اپنا رفیق سمجھنا چاہیے۔ علماء کو کسی سے مرعوب بھی نہیں ہونا چاہیے، البتہ اپنے اخلاق وکردار کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ لوگ ان کے قریب رہیں۔

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ بہار کے بہت سے معصوم بچے دوسری ریاستوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں اگر ہم خود اپنے یہاں کے مدارس کے تعلیمی معیار کو بلند کریں تو انہیں دوسری ریاستوں میں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور اس راہ میں جو پریشانی ہوتی ہے اور بسا اوقات قانونی مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس سے محفوظ رہ سکیں گے۔ انہوں نے کہا اگر ہمارے یہ مدارس معیاری ہوں گے تو اہل ثروت بھی مدارس کے مالی تعاون کے لیے دست تعاون بڑھائیں گے۔

جامعہ رحمانی مونگیر کے شیخ الحدیث مولانا محمد اظہر صاحب مظاہری نے فرمایا کہ انگریزوں نے اپنے عہد حکومت میں ایسا نظام تعلیم نافذ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا کہ پڑھنے والے رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں اور فکر ومزاج کے اعتبار سے عیسائی ونصرانی ہوں، ہمارے بزرگوں نے اس سازش کو سمجھ لیا اور تحریک چلائی کہ ہمارے بچے گرچہ رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں، مگر مزاج کے اعتبار سے حجازی ومدنی ہوں۔ پھر انہوں نے پورے ملک میں مدارس کا جال پھیلایا، ہمیں اپنے بزرگوں کے اس نقش قدم پر چلتے ہوئے مدارس کو معیاری اور پرکشش بنانا ہے اور کمی وکوتاہی کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

مولانا محمد ابوالکلام شمسی قاسمی سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ نے کہا کہ مدارس میں مسلمانوں کے چار فیصد بچے پڑھتے ہیں جن میں دینیات کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، دینیات کے ساتھ اگر میٹرک تک کا نصاب شامل کر دیا جائے تو بڑی حد تک معترضین کا جواب ہوسکتا ہے، مجھے خوشی ہے کہ امارت شرعیہ اس پر کام کر رہی ہے۔

مولانا پروفیسر ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ ہندوستان کے آئین نے اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لیے ہم سب کو دستوری طور پر منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔

جامعہ رحمانی مونگیر کے استاذ حدیث وفقہ مولانا مفتی ریاض احمد صاحب نے کہا کہ چند سال قبل جامعہ رحمانی مونگیر میں دارالحکمت کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا گیا جس میں حفظ کے طلبہ کو حفظ کے ساتھ بنیادی عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے جس کا تجربہ نہایت ہی کامیاب رہا، اس طرح کا نظام دوسرے اداروں میں بھی قائم کرنا چاہیے اور جامعہ رحمانی کے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مولانا محمد انور قاسمی صاحب نے کہا کہ ملکی حالات کے تناظر میں مدارس اسلامیہ کے نظام تعلیم وتربیت پر رہنما اصول کے طور پر ایک کتابچہ شائع کیا جانا چاہیے تاکہ مدارس کو اس سے رہنمائی مل سکے۔

مولانا محمد خالد حسین نیموی قاسمی نے کہا کہ ہمارے مدارس کا نظام جتنا مضبوط اور مستحکم ہوگا، شکوک وشبہات کے دروازے اسی قدر بند ہوں گے اس لیے ہمارے علماء مدارس کو اس پہلو پر خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔

جناب ایس ایس قادری صاحب سی اے نے کہا کہ مدارس کو چلانے کے لیے ٹرسٹ ڈیڈ بنانا اور دستاویز تیار رکھنا نہایت ضروری ہے، آمد وخرچ کے حساب کو انکم ٹیکس کے اصول وضابطہ کے مطابق منظم ومرتب رکھیں تاکہ کسی انکوائری کے وقت شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے سجادہ نشیں حضرت مولانا شاہ آیت اللہ قادری مدظلہ کا تحریری پیغام حضرت کے نمائندہ مولانا محمد رمضان علی نے پڑھ کر سنایا۔

اس موقع پر حضرت امیر شریعت کے مبارک ہاتھوں سے تین نئی کتابوں کا اجراء بھی عمل میں آیا، (۱) نظام اوقاف از مؤلف مولانا محمد شبلی القاسمی (۲) تکان ناآشنا (حضرت مولانا سہیل احمد ندوی سابق نائب ناظم امارت شرعیہ کی حیات وخدمات پر لکھے گیے مضامین کا مجموعہ) از مصنف مولانا مشیر عالم قاسمی اور تیسری کتاب مولانا عین الحق امینی کی تصنیف کردہ شخصیات پر مشتمل مضامین کا مجموعہ شامل ہے۔

اس کنونشن کا آغاز بعد نماز مغرب المعہد العالی کے ہال میں تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے نظامت کی ذمہ داری خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دی، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے تجاویز کی خواندگی کی، شرکاء نے بالاتفاق تجاویز کو منظوری دی، دیر رات گیے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر یہ مجلس اختتام کو پہونچی۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

WEEK ENDING-23/09/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421